Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# دریا ہے چشمِ گریہ ناک

(ناول)

شفیقؔ سوپوری

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# دریا ہے چشمِ گریہ ناک

(ناول)

شفقؔ سوپوری

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# دریا ہے چشم گریہ ناک

شفق سوپوری

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# دریا ہے چشمِ گریہ ناک

(ناول)

شفیقؔ سوپوری

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

© جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں۔

# DARIYA HAI CHASHM-E-GIRYA NAK

(Novel)

Edited by
Dr.Shafaq Sopori

ISBN 978-93-91238-91-9

PRICE: Rs.400/-

نام کتاب : دریا ہے چشمِ گریہ ناک (ناول)
مؤلف : ڈاکٹر شفق سوپوری
سنِ اشاعت : ۲۰۲۱ء
قیمت : ۴۰۰ روپے
صفحات : ۱۶۰
مطبع : روشان پرنٹرس دہلی۔۶

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
H.o. D1/16, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002 (INDIA)
B.o. 3191, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph : 45678203, 45678285, 45678286, 23216162
E-mail: info@ephbooks.com, ephindia@gmail.com
website: www.ephbooks.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



# انتساب:

اپنے استادِ محترم پروفیسر حامدی کاشمیری کے نام

جن کی جوتیاں سیدھی کر کے میں اس مقام تک پہنچا ہوں۔

ہم تھے اور دھوپ کی تمازت تھی
راستے میں چنار بھی آئے
(حامدی کاشمیری)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



# مصنف کی تصانیف

- دلِ خاک بسر (غزلیات)
- بیتے موسموں کے دکھ (نظمیں اور گیت)
- دشت میں دور کہیں (غزلیات)
- ریشم سراب خواب (غزلیات)
- اردو غزل اور ہندوستانی موسیقی (تنقید و تحقیق)
- موسیقی، شاعری اور لسانیات (تحقیق)
- مخزنِ موسیقی (تحقیق)
- کلامِ فیض کا عروضی مطالعہ (تحقیق)
- جہات (تنقید)
- غ۔م طاؤس: فن اور شخصیت (تنقید و تحقیق)
- نیلیما (ناول)
- فائرنگ رینج: کشمیر ۱۹۹۰ء (ناول)
- موسیٰ (ناول)
- شگفتانے (طنز و مزاح)
- اشاریہ "شیرازہ اردو": جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز (تحقیق)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



- دریا ہے چشم گریہ ناک (ناول)
- لفظ عروض اور شاعری (تحقیق)
- فرہنگِ موسیقی (فرہنگ)
- Glossary of Terminology(Music)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس ناول کا کوئی بھی حصّہ ناول نگار سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کمرشیل استعمال مثلاً آڈیو، ویڈیو وغیرہ کے لئے نہیں کیا جاسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں قانونی چارہ جوئی کا حق ناول نگار کے پاس موجود ہے۔

(ڈاکٹر شفیقؔ سوپوری)

اس ناول کے سب کردار، واقعات اور مقامات فرضی ہیں۔ کسی بھی قسم کی مماثلت محض اتفاق ہوسکتا ہے جس کے لئے ناول نگار پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

(ڈاکٹر شفیقؔ سوپوری)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



# اِس ناول میں

''دریا ہے چشم گریہ ناک''، ''نیلما'' اور ''فائرنگ رینج کشمیر: ۱۹۹۰'' کے مصنف ڈاکٹر شفق سوپوری کا تیسرا ناول ہے۔ کہانی ایسے گاؤں کے منظر سے آغاز پاتی ہے جو سلطنت کے دوصوبوں کو ملانے والی سڑک پر دامن کوہ میں آباد ہے۔ یہ سانپوں کو چٹان پر پھٹکارنے والے بالک ادھم سنگھ کا گاؤں ہے۔ جی، اُسی ادھم سنگھ کا جس کی ماں سانپ کے ڈسنے پر منہ سے جھاگ اگلتے ہوئے پرلوک سدھار گئی تھی۔ جس کے باپ کی شکل اور حرکتیں مہاراجہ کے اصطبل میں رہ کر گھوڑوں جیسی ہوگئی تھیں۔ یہی ادھم سنگھ بعد میں مہاراجہ کی فوج میں بھرتی ہوکر اتنا مقرب ہوا کہ مہاراجہ کو اس کی آنکھوں میں خون کا وہ لوتھڑا نظر آتا تھا جو چنگیز خان اپنی ماں کی کوکھ سے مٹھی میں بھر کر لایا تھا۔ یہ کہانی محض ادھم سنگھ کی نہیں آنکھ بھر ٹوکری، ساون بھر آنسوؤں، آسمان بھر بھوک اور کائنات بھر گالیوں کی بھی ہے۔

اس کہانی میں مہارانی کا وہ بھیانک خواب ہے جسے سن کر نرویدراج جیوتشی ''ادھرم، ادھرم، وناش، اوم شانتی اوم'' بڑبڑایا تھا اور جس کا اپائے اس کی نظر میں تھا ''ادھرمیوں کا سروناش۔''

ادھرمیوں کے سروناش کے لئے ادھم سنگھ کی تلوار تھی۔ تیز دھار تلوار ادھرمیوں کے سینوں میں اترتی اور گردنوں کے ختنے کرنے کے بعد رانی ماتا کے پاؤں میں بچھتی تھی۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس ناول میں گلناز کی کہانی بھی ہے جس نے دھاڑیں مار مار کر روتے جلال الدین کا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے اسے سونے کو کہا تھا کہ خدائی سوگئی تھی۔ یہ اس بے خبر خدائی کی کہانی بھی ہے جو سوگئی تو مندر کی گھنٹی کی زنجیر سے "اللہ اکبر" کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ یہ اسی جلال الدین کی کہانی ہے جس نے کشوری لال کے بیٹے ست لال کے کنبے کو پناہ دی تھی اور گلناز کے حلقوم سے نکلنے والی اس بھیانک چیخ کی بھی جسے سن کر حملہ آور کانپتے ہوئے بھاگ نکلے تھے۔ یہ جان محمد ملک، عائشہ بی بی اور ان کے بچوں کی کہانی ہے جن کے گھر سے کلبھوشن عرف کلو نے بندوق کے دھما کے سنے تھے تو اس کے ہاتھ سے لالٹین گر گئی اور حلقوم سے چیخ بلند ہوئی تھی اور خدا بخش چاچا اور کپٹن مہر سنگھ جیسے کرداروں کے علاوہ ریشماں بی بی کی بھی جو شوہر کی لاش پر دھاڑیں مار مار کر روئی تھی مگر بچوں کی لاشیں پھٹی آنکھوں سے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی تھیں۔ یہ کیسی کہانی ہے کہ اس میں وہی بلوائی ٹھہرتے ہیں جن کی بستیاں جلا کر راکھ کر دی گئی تھیں، جن کے بچے، جوان اور بوڑھے بزرگ قتل کیے گیے، جن کی عورتوں کی عصمتیں تار تار ہوئیں اور جن کی عبادت گاہیں اصطبل بنا دی گئیں کہ یہ اصطلاح مہاراجہ کے دربار سے اُن کے لیے سکھم چند لایا تھا۔

اس ناول میں ایک ایسی بستی ہے جو مہارانی کے لئے بتیس دانتوں میں درد اچھالتے ایک دانت جیسی ہوگئی تھی۔ یہ ناول چندر لیکھا کی کہانی بھی سمیٹے ہوئے ہے، اُس نبھاگی چندر لیکھا جیسی چندر لیکھا کی جس کو بچانے کے لئے سوراس کو اپنے پرانوں کی آہوتی دینی پڑی تھی مگر جسے بچانے والا کوئی نہ تھا اور وہ مولوی سے التجا کر رہی تھی کہ اُسے اپنا لے۔ ان سب کہانیوں کے درمیان انسانی تاریخ اور تہذیب سے آکر کئی کہانیوں کے دھارے ملتے رہتے ہیں اور موضوع کی گھمبیرتا میں اضافہ کرتے ہوئے ایک الگ نوع کا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



بہاؤ ہو جاتے رہے ہیں۔ محقق شفق ایسے میں اس ناول نگار کے بہت کام آیا ہے اور شاعر شفق نے بیانیہ کا وہ قرینہ ڈھونڈ نکالا ہے کہ مختلف ابواب میں بٹی ہوئی کہانی ایک ہو جاتی رہی ہے۔ ایسی کہانی پر میر صاحب سے مستعار لے کر یہی عنوان جمایا جا سکتا تھا: "دریا ہے چشم گریہ ناک۔"

میں نے یہ ناول پوری توجہ سے پڑھا ہے اور جب میں اس کے اختتام پر پہنچا، وہاں جہاں زمین پر بے گناہوں کی لاشیں بچھ گئی تھیں اور خون کا سیلاب بہا تھا، مہارانی محل میں دیپاولی منا رہی تھی اور شہر سے دور کتے اور بھیڑیے لاشوں کو جبڑوں میں دبائے ادھر ادھر گھسیٹتے پھر رہے تھے، تو وہاں میر صاحب کے ایک اور مقبول شعر کا مصرع ثانی "مژگاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا" گڈ مڈ ہونے لگا تھا جہاں سے اس ناول کا عنوان اُٹھایا گیا تھا۔

شفق سوپوری نے اس ناول کو لکھنے اور ایک نہایت نازک موضوع کو برتنے کے لئے بیانیے کا جو قرینہ چنا ہے، اس نے کہانی میں ایک دُھند سی پیدا کر دی ہے۔ ایسی دھند جس میں کئی بھید ہیں جو ناول پڑھنے والے پر کچھ وقت لے کر کھلتے چلے جاتے ہیں، کچھ اس طرح کہ کہانی کا ہر کردار دیکھا بھالا لگنے لگتا ہے۔ مجھے یقین ہے شفق سوپوری کا یہ ناول بھی اُن کے پہلے ناولوں کی طرح بہت توجہ پائے گا۔

محمد حمید شاہد

اسلام آباد (پاکستان)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



آج کل سے کچھ نہ طوفاں زا ہے چشم گریہ ناک
موجزن برسوں سے ہے دریا ہے چشم گریہ ناک
(میر تقی میرؔ)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

## ادھم سنگھ

<u>سانپوں کو چٹان پر پھٹکارنے والا بالک</u>

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



چھایا پور ـــــــ شہر سے لگ بھگ ستر کوس دور شمال میں سلطنت کے دو صوبوں کو ملانے والی سڑک پر دامنِ کوہ میں آباد ایک چھوٹا سا گاؤں جہاں مندروں میں بجنے والی گھنٹیوں کی جلترنگ اور مسجدوں کے میناروں میں گونجنے والی اذانوں کی گمک سے سویرا جاگ جاتا ـــــــ پھر سویرا جاگ جاتا تو پرندوں کی منقار مضراب بن کر ہوا کے تار چھیڑتی۔ چولھوں سے دھواں اٹھتا تو ہاتھوں پر پھیلنے والی روٹیوں کی تھاپ پر پھنکنیوں کے سُر بجنے لگتے۔ اور توّوں پر پکنے والی روٹیوں کی خوشبو کے ساتھ کھیت کھلیانوں سے اٹھنے والی کسانوں کے پسینے کی سوندھی سوندھی مہک پنگھٹ پر کنواری گوریوں کے نرم گرم پہلوؤں سے اترے ہوئے مٹّی کے کورے برتنوں میں پانی کی سنسناہٹ جگاتی۔

شام کو کھیت سے لوٹنے والی بیل گاڑی جب کچّے راستے پر ہچکولے کھاتی تو بیل کے گلے میں کھنکتی گھنٹی کی تان سے جوان سینوں میں ہوک اٹھتی۔ کچی جوانی جب لُکاتے چھپاتے برگد کے تنے پر مہندی سے دمکتے ہاتھوں سے سندور مل کے منت کا دھاگا باندھ کے لوٹتی تو دور کھیت کی مینڈ پر بجنے والی بانسری سے راگ پہاڑی کا برہا اداس دلوں میں برما گھمانے لگتا۔ مندر میں دیے جلتے تو راگ درگا کا الاپ تھکن سے چور کسانوں اور برہ کی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



آگ میں تپنے والی آنکھوں کو ٹھنڈی نیند کا وردان دیتا۔ ایک دروازے پر دستک ہوتی تو دس کواڑ کھلتے۔ شبھ کاریہ آرمبھ کرنے سے پہلے ملّا سے فال نکالی جاتی۔ اور شاستری کو کنڈلیاں دکھا کر ہی بیٹی کا نکاح انجام پاتا۔

ادھم سنگھ کا جنم اسی گاؤں میں ہوا تھا۔ اس کا باپ وکرم سنگھ مہاراجا کے اصطبل میں نوکر تھا۔ دن رات گھوڑوں میں رہ کر اس کی شکل گھوڑوں جیسی ہوگئی تھی۔ نچلا ہونٹ موٹا تو تھا ہی اس پر عمر ڈھلنے کے ساتھ کلّے کی ہڈیاں بھی ابھر آئیں جس سے چہرہ تکونی ہوگیا۔ حرکتیں بھی گھوڑوں جیسی کرتا۔ کسی بات پر خوش ہوتا تو ہنسنے کے بجائے ہنہناتا۔ دکھی ہوتا تو گھوڑے کی طرح ہونٹ پھڑپھڑاتا۔ تو بڑوں سے چوری چھپے گڑ بھی نکال کے کھاتا۔ ان پڑھ تو تھا ہی اس پر جہالت قہرِ خدا۔ اپنے استاد خدا بخش سے گھوڑوں کی ایال تراشنے کا ہنر سیکھا۔ جس مقراض سے گھوڑوں کی ایال تراشتا اسی سے اپنے اکلوتے بیٹے ادھم سنگھ کی حجامت کرتا۔

کھڑے تڑے گھر آتا تو خاکی رنگ کے سرکاری تھیلے میں گڑ، تمباکو اور نسوار کی پوٹلیوں کے نیچے مقراض بھی چھپا کر لاتا۔ ادھم سنگھ کو جیسے ہی اپنے باپ کے آنے کی بھنک لگتی وہ بھاگ کے ننہال میں چھپ جاتا جہاں سے وکرم سنگھ شبانہ چھاپہ مار کے اسے پکڑ کر لاتا اور صبح دبوچ کر اس کی حجامت کرتا۔ وہ چیختا چلّاتا، روتا بلکتا مگر وہاں سننے والا کون تھا۔ ہمسائے اور بڑھا بڑھو تراشی کے اس وحشیانہ عمل کو دیکھ کر ایک تندخو سرکاری اہلکار سے تعرض تو نہیں کر سکتے البتہ یہ ضرور کہتے کہ قدرت نے ماں چھین کر پہلے ہی بالک کے ساتھ انارتھ کیا اب سوتیلی ماں اتیاچار میں کون سی کسر باقی چھوڑتی ہے جو یہ ظالم آکر پوری کرتا ہے۔ حجامت کے بعد ادھم سنگھ بالکل چھچھوندر لگتا۔ اس کے کھر کھرے بالوں پر لڑکے بالے ہاتھ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



پھیر پھیر کر اسے چڑاتے۔ اسکول میں کچھ لڑکے ماسٹر کی طرح چھڑی اٹھاکے اس کے سر کے گلوب پر پہاڑوں، سمندروں، جزیروں اور میدانی علاقوں کی نشاندہی کرتے اور خوب قہقہے لگاتے۔ ماسٹر تو خود اسے دیکھ کر ہنستے وہ بھلا اس کی شکایت پر شریر لڑکوں کی سرزنش کیا خاک کرتے۔ ٹھٹھا مخول جب برداشت سے آگے بڑھ گیا تو ادھم سنگھ نے اسکول جانا چھوڑ دیا۔ کبھی کبھی نانہال جاتا تو ماں کو یاد کر کے بہت روتا۔ بوڑھا نانا نہال چند اسے سینے سے چمٹا کر خود اتنے آنسو بہاتا کہ اس کے چشمے کا محدب شیشہ بھیگ جاتا۔ اس بزرگ نے بیٹی کو وداع کرتے وقت کہا تھا بیٹی بھگوان کرے جس گھر میں تیری ڈولی اترے اسی سے تیری ارتھی اٹھے۔ تنک مزاج و کرم سنگھ کے ہاتھوں اس ابلا نے کتنے ستم اٹھائے مگر جب میکے جاتی تو کبھی زبان پر حرف نہ لاتی۔ لیکن جس ماں نے نو مہینے کوکھ میں رکھا، اپنی چھاتی سے بھل بھل دودھ پلا کے بڑا کیا، اسے بیٹی کی دردشا نظر نہ آتی؟ چنانچہ اپنے شوہر کو کوستی کہ بیٹی جو تمہارے سینے پر پتھر کی سل کی طرح بوجھ تھی تو کنویں میں کیوں نہ پھینک دیا بے چاری کو ـــــ کیوں قصائی کے پلے باندھا؟

اور ایک دن سسرال سے بیٹی کی ارتھی ہی اٹھی۔ سرلا دیوی کو ناگ نے ڈس لیا۔ لوگوں نے غل مچایا کہ کھاٹ لاؤ، کھاٹ لاؤ، اسپتال پہنچاؤ۔ سب کہتے ہی رہ گئے اور سرلا دیوی منہ سے جھاگ کا ریلا اگلتے ہوئے پرلوک سدھاری۔ ماں کی موت کے دوسرے دن ادھم سنگھ نے اودھم مچایا۔ بانبیاں کھود کھود کر، پتھر اٹھا اٹھا کر جو سانپ ملا اسے چٹان پر پھٹکارنے لگا۔ پورے گاؤں پر دہشت طاری ہوگئی۔ کسی نے پوچھا:

''ارے باؤلے یہ کیا انارتھ کر رہے ہو؟''

تس پر بولا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''کیوں اندھے ہو گئے ہو؟ دیکھتے نہیں کہ چٹان کو کوڑے مار رہا ہوں۔''

بارے نہال چند کے سمجھانے بجھانے سے شانت ہو گیا۔ سچ پوچھو تو بیٹے کی یہ وحشت دیکھ کر دھرم سنگھ کے دل میں بھی ہیبت بیٹھ گئی۔ سرلا دیوی کی چتا ابھی سرد نہیں ہوئی تھی کہ دھرم سنگھ کے جسم کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے دوسری شادی رچائی۔ ادھم سنگھ کے مزاج میں کج تو تھا ہی اس پر سوتیلی ماں کے اتیاچار سے پاگل پن اور بڑھ گیا۔

ایک دن سوتیلی ماں نے ادھم سنگھ کی شرارتوں کا بہی کھاتا اپنے باپ کے سامنے کھولا۔ اس نے طیش میں آ کر ادھم کو مارنا پیٹنا شروع کیا۔ مار پیٹ کو تو وہ برداشت کرتا مگر بڈھے کی شامت آئی جو غصّے میں ادھم کو ماں کی گالی دی۔ ادھم سے ماں کی استھیوں کا اپمان سہا نہ گیا۔ اس کا خون کھول اٹھا۔ دانت پیستے ہوئے پتھر اٹھایا اور بڈھے کے منہ پر دے مارا:

''کھڑ گنجے سالے! ماں کی گالی دیتا ہے تیری ماں کی ____''

پتھر لگنا تھا کہ بڈھے کے منہ سے خون کا فوارا چھوٹا۔ آگے کے تین دانت آگے کے موقعۂ واردات پر ہی ٹوٹ کر گر گئے۔ بڈھا شادی بیاہ کے موقعوں پر شہنائی بجاتا تھا۔ اس واردات کے بعد اس کے منہ سے سیٹی بھی نہ نکلی شہنائی کیا خاک بجاتا ____ توتلانے لگا۔ بات بات پر زبان رخنے سے باہر آ جاتی۔ اس پر ادھم سنگھ طعنہ دیتا کہ بڈھو زبان دراز ہو گیا ہے۔

خدا بخش نے جب دھرم سنگھ کی زبانی ادھم کی کارستانی کا حال سنا تو اپنے افسر سے منت سماجت کر کے اسے اصطبل میں نوکری دلوادی کہ اب لونڈے کا گاؤں میں رہنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ دھرم سنگھ اس کھٹکے سے مرا جا رہا تھا کہ باؤلا کسی بات پر سوتیلی ماں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کی کھوپڑی نہ پھوڑ ڈالے۔ ادھم سنگھ نے جب سنا تو سیخ پا ہوا۔ باپ اگر پیار دلار سے سمجھاتا تو شاید مان جاتا مگر اس نے مار پیٹ اور گالم گلوچ سے زیر کرنا چاہا جو یہ کسی بھی صورت میں ہونے والا نہ تھا۔ دھاڑیں مارتا ہوا ننہال بھاگا۔ نہال چند روٹی کھا رہا تھا کہ ادھم نے باپ سے بچنے کے لئے اس کی ٹانگ پکڑ لی۔ کہتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ دھرم سنگھ اور ادھم میں کشاکش ہونے لگی۔ ادھم کے ہاتھ سے نانا کی ٹانگ چھوٹ گئی تو اس نے اس کا دھوتر پکڑ لیا۔ دھرم سنگھ گھسیٹتا رہا۔ ادھم کے ساتھ ساتھ نہال چند بھی کھنچے کھنچے پھرنے لگا۔ تو ڈال ڈال میں پات پات۔ بارے نہال چند کا دھوتر کھل کے ادھم کے ہاتھ میں آ گیا۔ بزرگ بھری بھیڑ میں ننگا ہو گیا۔ اپنا پگڑ کھول کے سترِ عورت پر رکھا اور منہ پیٹتے پیٹتے بھاگنے لگا۔ اس واقعہ سے ادھم کی کایا پلٹ گئی۔ سوچا لعنت ہے مجھ پر کہ میری وجہ سے بوڑھے نانا کی بے حرمتی ہو گئی۔ صبح لاری میں بیٹے کو دیکھ کر دھرم سنگھ حیران رہ گیا۔

ادھم سنگھ دبنگ تو تھا ہی اس پر چالاکی، ہمّت اور جرأت سے کچھ ہی برسوں میں اصطبل سے نکل کر فوجی افسروں کی رسوئیوں تک پہنچ گیا۔ وقت، ماحول اور حالات نے مکّاری اور چرب زبانی کا درس دیا۔ کچھ فوجی افسروں کے بیٹوں نے پسِ پردہ اس سے دوستی بھی کر لی۔ پھر وہ واقعہ پیش آیا جس نے ادھم سنگھ کی تقدیر بدل دی۔ ہوا یوں کہ جون کی امس میں کچھ فوجی افسروں کے لڑکے گھڑسواری کے بعد ندی پر نہانے لگے۔ ادھم سنگھ محافظت پر مامور تھا۔ اچانک ایک لڑکے کا پیر پھسل گیا۔ اسے ڈوبتا دیکھ کر اس کے ساتھی ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ ادھر دھوبیوں نے غل مچایا کہ بچاؤ بچاؤ لونڈا ڈوب رہا ہے۔ ادھم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ندی میں کود گیا۔ لڑکے کی قسمت اچھی تھی کہ ڈوبتے ڈوبتے بچ گیا۔ کنارے پر یہ تماشا دیکھنے کے لئے ایک ہجوم جمع ہو گیا۔ یہ خبر آگ کی طرح پورے شہر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



میں پھیل گئی۔ اچنبھے کی بات یہ تھی کہ ادھم کو تیرنا نہیں آتا تھا۔ مہاراجا نے جب ادھم کی دلیری کا یہ قصہ سنا تو اس کے مزاج کے باب میں تفتیش کی۔ مطمئن ہو کر اسے فوج میں بھرتی کا حکم صادر کیا۔ کچھ دن کے بعد جب ادھم سنگھ فوجی وردی میں ملبوس باپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو گیا تو دھرم سنگھ کی آنکھ بھر آئی۔ رندھے ہوئے لہجے میں خدا بخش سے کچھ مگھم کہا اور گھوڑے کی گردن پر سر رکھ کر رونے لگا۔ ادھم نے فوجی لہجے میں خدا بخش سے کہا:

''چاچا! اسے کہو کہ یہ ناٹک بند کرے۔ بہت ہوئی اب سائیسی۔ گھر جا کر اپنی بیوی کا خیال رکھے۔''

بیٹے کے یہ بول سن کر باپ کے منہ سے روتے ہوئے ایک دردناک چیخ نکلی۔ خدا بخش نے لپک کر سینے سے لگایا۔ دھرم سنگھ نے آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

''بھائی خدا بخش! سنا تم نے لونڈے نے کیا کہا؟''

اس نے منہ بنا کر بیٹے کا جملہ دہرایا:

''اپنی بیوی کا خیال رکھے۔''

پھر اپنے بیٹے کا گریبان پکڑ کر پوچھا:

''کیا وہ تمہاری کچھ نہیں لگتی؟''

ادھم نے گریبان چھڑا کر کڑک لہجے میں کہا:

''نہیں میری کچھ نہیں لگتی۔ ہاں میری ماں کی سوتن لگتی ہے۔''

یہ کہہ کر یہ جا وہ جا آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# بڑھیا

کوٹھے سے اتاری گئی بھیک مانگ کر محصول ادا کرنے والی امّاں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



قسمت کا ستارہ جب ڈوبا تو ایک مسکین کے کاندھوں پر وہ بوجھ آن پڑا کہ کمر جھک گئی۔ کمر جھک گئی تو گردن بھی خم ہوگئی۔ نظریں زمین سے لگ گئیں تو احساس ہوا کہ اس کے سر سے ٹوپی اتاری جارہی ہے۔ تپتی دوپہر میں گزی گاڑھے کے کفن میں جھلستے بدن پر جب پسینے کی بوندیں سرسرانے لگتیں تو چمڑی پر کھل کے کھریرا پھیرنے کو من کرتا۔ سر کی ٹوپی گرانے والے کی طرف بڑھایا ہوا ہاتھ اگر سلامت بھی رہا تو بوجھ سڑک پر پٹکنے کی سزا سے جسم تو کیا روح بھی کانپ اٹھتی۔ ان کوڑوں سے وہ قہقہے زناٹے دار تھے جو اس کی ٹوپی کے گرنے پر لگائے جاتے۔ پیڑھی در پیڑھی دستاریں حقارت سے اتار کر بوجھ اٹھانے والوں کے گلے میں ڈال کر ان کی انا کو پھانسی دی گئی۔ بردہ فروشی کی ایک ایسی دستاویز ان کے ماتھے پر چسپاں کردی گئی کہ قسمت کی لکیریں اندھی ہوگئیں۔

اور جب مہاراجا کا سپاہی کسی گاؤں میں دندناتا ہوا داخل ہوا تو غلاموں کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوئی۔ اس سنسناہٹ سے ٹولے پڑے جسموں میں سلسلاہٹ جاگ اٹھی۔ ہڈیاں تھرتھرانے لگیں کہ ان میں اب کوڑوں کی ضرب برداشت کرنے کا یارا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



نہیں ــــــــ پھر سپاہی کے نتھنے پھڑ پھڑائے:

''حرام خورو! مہارانی کے خواب میں مچھلی آئی ہے۔ اس مقدس مچھلی نے مہارانی سے شکایت کی ہے کہ اس گاؤں کے لوگ ندی میں مچھلیوں کا شکار کرتے ہیں۔ تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ راج جیوتشی نے کہا تھا کہ سورگیہ مہاراج کی آتما ایک مچھلی میں پرویش کر رہی ہے۔''

پھر اس شخص کو ابلتے تیل کی کڑھائی میں ڈالا گیا جس کے گھر سے مچھلی کے شکار کرنے کا ہتھیار پنج شاخہ برآمد ہوا۔ اس کی جلی بھنی لاش جب عبرت کے واسطے کھمبے سے لٹکائی گئی تو چیل، کوّے اور گدھ غول در غول امنڈ آئے۔ کئی دنوں تک ڈر کے مارے مظلوموں نے گھڑوں سے پانی نہ نکالا۔

اگر چہ بیس کوس تک کوئی ندی نہیں تھی پھر بھی غلام سوچ میں یہی آیا کہ مہارانی کا خواب جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اپنی سزا کو جائز سمجھنے لگے۔ بیگار کے خوف سے بیبیوں نے حمل گرنے کی بددعائیں مانگیں کہ جوان بیٹے کی لاش پر سینہ کوٹنے سے اپنی کوکھ پیٹ پیٹ کر بیج ناس کرنے میں بھلائی ہے۔

ہڈیوں کا ڈھانچہ اپنے ننگے بھوکے ٹبر کو ایک نظر دیکھ رہا ہے اور ایک نظر کھلیان میں اناج کے ڈھیر کو۔ آنکھ برابر ٹوکری اس ماں کے سر پر ہانڈی پکنے کا خواب دیکھ رہی ہے جس پر بھری بہار میں برف گری ہے۔ جاگیر دار کے اہلکاروں کے جوتوں کی چرمراہٹ سن کر ہڈیوں کا ڈھانچہ کھیت میں پرندوں کو ڈرانے والا بجوکا بن گیا۔ بجوکا دیکھتا ہی رہا اور کھلیان میں ٹڈیاں اتر کے جھاڑو پھیر گیں۔ آنکھ بھر ٹوکری، ساون بھر آنسو اور آسمان بھر بھوک۔ پاؤں میں پگڑ گرا تو خون پسینہ بہانے والے کو مٹھی بھر بھیک اور کائنات بھر گالیاں ملیں۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



مہارتھیوں کی ستی ساوتریوں پر بھولے سے بھی کوئی ''ملیچھ'' نظر پڑتی تو آنکھوں میں دہکتی سلائیاں پھیر لی جاتیں۔ یہ بوڑھے گرگ مہاراجا کی چیلوں کو زندہ انسانوں کے جسم کو نوچنے کا ہنر سکھاتے کہ ان کے اقبال کا سورج ڈوب کے ''ملیچھوں'' کی ہتھیلی میں اگا تھا۔ ایک ایسی ہتھیلی جس نے پھیل کر مہارتھیوں کو صدیوں تک آسمان برابر آشیرواد دیا۔ وقت نے کروٹ بدل کر منہ دوسری طرف پھیر لیا تو ابھرتے سورج کی پوجا کرنے والے کلسے بھر بھر کے افق کو ارپن کرنے لگے ___ اور کل تک جن کے سر پر تاج تھا پھر ان کی دستاریں پوتڑے بن گئیں۔

مینار کا سایا جب کلس پر پڑا تو مہاراجا کو لگا کہ دھرم برشٹ ہوا۔ مہارانی کو اس سائے پر سانپ کا وہم ہوا۔ پانچ وقت جب سانپ پھنکارا تو مہارانی کے دل میں زہر پھیلنے لگا۔ ادھرم ہی ادھرم۔

پھر ایک تیر سے تین چھید کیے گیے۔ تیزاب کی بوتل سے ایک اور جن نکلا:

''جو حکم آقا۔''

''ملیچھوں کے دماغ میں کیڑے ڈالنے کا کوئی سرل اپائے بیان کرو۔''

''آقا ان کی عصمتوں کو کوٹھوں پر بٹھانے سے بڑھ کر کوئی اپائے نہیں۔''

'مگر اس میں ہمارا کیا فائدہ؟''

''آقا کیا یہ کافی نہیں کہ یہ ''ملیچھ'' غیرت سے دن میں سو بار مر جائیں؟ کوئی تیر نہیں، کوئی گولی نہیں، کوئی تلوار نہیں اور دشمن مرغِ بسمل کی طرح پاؤں پیٹنے لگے۔ بازارِ حسن کے چرچے سن کر سیلانی ٹوٹ پڑیں گے۔ جتنے سیلانی آئیں گے اتنے شاہی خزانے کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اور رنڈیوں پر محصول مقرر ہو تو آپ کے تاج میں روز نئے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



لعلِ بدخشاں لگ جائیں گے۔"

پھر مہاراجا کے حکم سے بازارِ حسن کھولا گیا اور قصائیوں نے کچی جوانیوں کو کانٹوں پر لٹکا کر گچھا گچ بغدے مارنا شروع کیے۔ پھر جب کوٹھے کی سیڑھی سے بوڑھی اماں کو نیچے دھکیلا گیا تو مہاراجہ کے اہلکار اس کی ڈھنڈیا میں نکلے۔ اماں ہانپتے ہانپتے تھک گئی۔ اور مٹّی کے ڈھیر کی طرح راستے میں پڑی رہی۔ سپاہی غرایا:

"کیوں بڑھیا! محصول تمہارا باپ ادا کرے گا۔"

پھر اماں بھیک مانگ مانگ کر محصول ادا کرنے لگی۔ اور جاڑے کی ایک سرد رات نے اس کو برف کا کفن پہنایا اور وہ روئی کے گالے کی طرح آسمانوں میں اڑنے لگی۔

رات کے سینے میں جگنو برابر دھڑکن جاگ گئی۔ تارے آہٹ سن کر آنکھیں موندنے لگے:

"کون ہے یہ جو خون کے قلقل دریا میں سینے تک ڈوبا ہوا کاغذ کے چراغوں کو بہا رہا ہے؟ اسے خبر نہیں کہ دیے جلانے کا حق صرف گھنٹیاں بجانے والوں اور مرگِ انبوہ پر جشن منانے والوں کو ہی حاصل ہے۔"

"یہ مینار پر کھڑا ہو کر کون پھنکار رہا ہے؟ اسے معلوم نہیں کہ کدالوں سے دریائے خون کے پشتے توڑنے والے محل کے چبوتروں سے دیکھ رہے ہیں۔"

"یہ کون مینار سے گر گیا؟ رک جاؤ اس کے سینے میں خون کا درّہ کھول دیا گیا ہے۔ آگے مت بڑھو۔"

"نہیں آگے بڑھو مینار پر ڈٹے رہو ——— لاشوں پر کفن ڈالنے کے لئے اپنی دستاریں پیش کرو۔"

یہ سن کر کئی بیبیوں نے سر سے اوڑھنیاں اتاریں۔ پھر کچھ سوچ کر ان اوڑھنیوں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کو اپنے پاؤں تلے روندا:

"آبرو باختہ بدنصیبوں کی اوڑھنیوں سے مقدس خون کی بے حرمتی نہیں ہو سکتی۔"

اور آسمان پر مقدس روحیں بین کرنے لگیں۔ پھر وہ مینہ برسا کہ سڑکوں پر گرے ہوئے گرم خون سے ندی کی مانگ چمک اٹھی۔ اور بابل کے گھر سے کتنی ڈولیاں اٹھ گئیں۔ پھر مہارانی ایک بھیانک خواب سے چونک کر جاگ اٹھی۔ اس نے دیکھا کہ مینار سانپ کی طرح رینگتا ہوا آیا اور پھنکارتے ہوئے کلس پر اپنی کنڈلی کس لی۔ مہارانی کو لگا جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہے۔ نروید راج جیوتشی نے اپنی گھنی مونچھوں کے سائے میں ہونٹ ہلائے:

"ادھرم، ادھرم، وناش، اوم شانتی اوم۔"

"اپائے؟" مہارانی نے اپنا آنچل اس کے آگے پسار کر پوچھا۔

"ادھرمیوں کا سرو ناش۔"

جیسے پھٹی ہوئی دھونکنی سے جھوجھری آواز نکلی۔

پھر اندھیری راتوں میں سازشوں کا جال یوں بنا گیا کہ بھوؤں کو آنکھوں کے جھپکنے کی خبر نہ ہوئی۔ رات کی خاموش فضا میں جب معصوم آنکھیں حسین خواب دیکھ رہی تھیں دھرم رکھشکوں کے لئے سرحدیں کھول دی گئیں۔ فوجی چھاؤنیاں اٹا اٹ بھر گئیں۔ پھر دھرم یدھ کا آرمبھ ہوا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

## تپسوی

<u>اگنی کی طرح ایک پوتر آتما</u>

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ایک آتما بن بن مٹھی بھر راکھ بھبھوت کے لئے یگوں سے بھٹکتی ہے کہ تن کو شانت کرنے کا یہی اپائے بتایا گیا۔ اس نے پیڑ سے ڈالی مانگی تو پیڑ نے پوچھا:

''بھکشو ہو؟'' اسے جھرجھری آئی۔

ندی کا پانی یخ کی چادر اوڑھے کسی اور ہی یگ کا سپنا دیکھ رہا تھا۔ اس نے یخ کو توڑنا چاہا تو یخ چیخ پڑا:

''اے نادان! تو جس چیز سے مجھ پر ضرب مار رہا ہے وہ انسان کی ہڈّی ہے۔''

وہ کانپ اٹھا:

''کون ہوں میں؟''

اس کی انتر آتما بولی:

''تم بالک ہو بالک۔ اس پرکرتی کے بالک۔''

اس نے شیتل گھاس پر پاؤں رکھا تو شبنم کا شیش محل تڑخنے لگا:

''او بالک دیکھ۔ آکاش پر چرخہ کاتنے والی بوڑھی اتاں کا گریبان مسکتے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



پھٹ گیا ہے۔"

اسے لگا کہ اتاں کے گریبان سے سینہ جھانک رہا ہے۔اس نے غیرت سے اپنی پگڑی اتار کر چاند کو ڈھک دیا۔

پھر اسے ایک صدا سنائی دی:

"ہوشیار خبر دار مہاراجوں کے مہاراجا پدار رہے ہیں۔"

وہ دبدھا میں پڑ گیا:

"مگر اس محل میں تو سناٹا ہے ـــــ یہ آواز کہاں سے آئی؟"

بھوگ بلاس کی نگری نے محل کو ایک ویرانے کی طرف کھدیڑا۔قلعہ کی دیواروں پر جگہ جگہ پر سے کی کالک لگ گئی۔محل کی دیواروں پر لٹکنے والی رعب دار تصویروں کی جگہ اکھڑی ہوئی کیلیں لرز رہی ہیں:

"اس ڈراؤنے کونے میں یہ پراچین بت ہے یا کوئی تپسوی؟ اس جھٹا داری سادھو کی ڈاڑھی ناف کو چھو رہی ہے۔تن پر بھبھوت کے سوا کچھ نہیں۔اگنی کنڈ میں راکھ سو رہی ہے۔جیسے کوئی آتما جنم جنم بھٹکنے کے بعد شانت ہو گئی ہے۔"

اس نے مٹھی بھر راکھ کے لئے جو ہاتھ بڑھایا تو راکھ اڑ کے تپسوی کی پلکوں پر بیٹھ گئی:

"اے اگنی کی طرح پوتر آتما! کون ہو تم؟"

آتما نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔اسے لگا کہ ان پلکوں پر کئی یگ انگڑائی لے رہے ہیں۔اس نے اپنے یگ کو پہچانا۔

مہاراجا شکار کے بعد ایک ندی کے گھاٹ پر اترا۔یہ دیکھ کے اچنبھت ہوا کہ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



گھاٹ پر شیر اور ہرن ایک ساتھ پانی پی رہے ہیں:

''اس جگہ ایک نگر بسایا جائے۔'' مہاراجا نے آدیش دیا۔

پھر پلکیں لرزنے لگیں اور وہ یگ جاگ گیا جب ندی کے گھاٹ پر شیر ہرن کی پسلیوں کو چاٹنے لگا۔ یہ دیکھ کر اس نے تپسوی کے چرنوں میں سر ڈال کر آنکھیں موند لیں۔ دور افق پر کسی اور یگ کا سورج اگ رہا تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

## مائیں

پیٹ سے نکالے ہوئے لوتھڑے نالیوں میں بہائے گئے۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کئی دن راج دھانی میں گھنے گاڑھے دھویں کی وجہ سے سورج نہیں نکلا۔لوگ باگ گھروں میں ہی رہے مبادا اندھیرے میں کسی لاش سے پاؤں ٹکرائے اورٹھوکر لگی تو دھرم بھرشٹ ہوگا۔پھر بموجب حکمِ مہاراجا دربارِ خاص میں شہر کی صورتِ حال سے واقف کرانے کی غرض سے خاص درباریوں اور امراء کوطلب کیا گیا۔پس جب درباری اپنی اپنی نشستوں پر متمکن ہوئے تو مہاراجا اور مہارانی دونوں کوخبر کی گئی۔

اس سے قبل کہ چوب دار ادھم سنگھ کو مہاراجا اور مہارانی کے روبرو حاضر ہونے کے لئے پکارتا مہارانی نے تاکید کروائی کہ ادھم سنگھ کے بیان کے وقت جملہ حاضرین ہمہ تن گوش ہوں کہ ایک لفظ بھی دہرانا نہ پڑے۔ایک تو محل میں شادمانی کا ماحول تھا اس پر چوب دار طبیعت سے ظریف تھا، چنانچہ اس نے کچھ زیادہ ہی مبالغہ کیا:

''باادب، باملاحظہ، ہوشیار۔شہریاروں کے شہریار، مہاراجا بلند اقبال مہارانی خورشید مثال دربار کی رونق بڑھانے کے لئے تشریف فرما ہورہے ہیں۔تمام حاضرینِ باتمکین کوتاکید کی جاتی ہے کہ ادھم سنگھ کی دُرافشانی میں کوئی صدا مخل نہ ہو۔محل کے چبوتروں پرنیزہ بردار باگڑبلوں کی مانند مامور کیے گیے ہیں مبادا کوئی صدائے پرند زینتِ دربار کی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



سماعتِ پُرلطافت میں خلل پذیر نہ ہو۔ انتباہ ہے کہ ادھم سنگھ کے بیان کے دوران اگر کسی نے لب کشائی تو دور جمائی لینے کی بھی حماقت کی تو اس کے منہ میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے گا۔ اور سانچے سے منہ کے جو ڈھانچہ برآمد ہوگا عبرت کے واسطے مفرد ہوگا۔ نیز وہ جو ہانپنے اور دھسک کی وجہ سے حکمِ ھٰذا کی عمل آوری سے معذور ہوں، فی الفور دور ہوں۔"

حاضرین یہ ظریفانہ کلام سن کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔

بارے جب مہاراجا اور مہارانی اپنے اپنے تخت پر براجمان ہو گیے تو اشارہ پا کر

چوب دار پکارا:

"کمان داروں کے کمان دار، تلوار برداروں کے سردار، ادھم سنگھ مہاراجہ اور مہارانی کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوں۔"

ادھم سنگھ حاضر ہوا تو پہلے مہاراجا کے نکٹ پہنچا۔ اول اس کے پاؤں چھو کے آشیر دار لیا پھر نیام سے تلوار کھینچ کر مہارانی کے پاؤں پر رکھ دی۔ تلوار کی دھار جو نیام کے سینے سے ٹکرائی تو سُن کی آواز سن کر مہارانی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ مہاراجا بولا:

"ادھم سنگھ تمہارے جوتوں کی چرمراہٹ میں زہریلے سانپوں کی پھنکار ہے۔ تمہاری تلوار پر لگے ہوئے خون کے دھبّوں کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے درندہ اپنے شکار کی بوٹی بوٹی چبا کر اس کی پسلیوں پر اپنی خون آلودہ باچھیں پونچھ رہا ہے۔ تمہاری چیل جیسی آنکھوں میں مجھے خون کا وہ لوتھڑا نظر آتا ہے جو چنگیز خان اپنی ماں کی کوکھ سے مٹھی میں لے کر آیا تھا۔ بیان کر شہر کا حال بیان کر۔ اور جو ہمارے گوش گزار ہوا ہے اس سے آگے کا دھیان کر۔"

یہ سن کر ادھم سنگھ تعظیم سے دوہرا ہو گیا۔ پھر سر اٹھا کر بولا:

"مہاراج کا اقبال بلند ہو۔ یہ ادھم سنگھ ہیچمداں احوالِ خونچکاں یوں بیان کرتا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ہے کہ شہر کی سڑکوں اور گلی کوچوں میں گدھ ''بھونک'' رہے ہیں۔ چیلیں ''چنگھاڑ'' رہی ہیں، کوّے ''غرا رہے'' ہیں۔''

مہاراجا نے اچٹتی نظروں سے درباریوں کی طرف دیکھا۔ ہاتھ کے اشارے سے ادھم کو روکا۔ پوچھا:

''اور کتّے؟''

ادھم سنگھ مہاراجا کے اس ناگہانی سوال پر مسکرایا۔ بولا:

''اور کتّے اس شہر کے ''ادھرمیوں'' کی لاشیں کھا کھا کے سیر ہو چکے ہیں۔ گاؤ تکیوں کی طرح ڈھیر ہو چکے ہیں۔ پیٹ ان کے دیکھ کے لگتا ہے جیسے حمل بردار ہوں۔''

یہ سن کر مہارانی کی باچھیں کھل گئیں۔ ادھم کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا:

''اور کتیاں؟ کتیوں کا بھی کچھ حال بیان کر ادھم۔''

مہارانی کے اس سوال پر حاضرین نے مشکل سے ہنسی روکی۔ ادھم کتیوں کی کیفیت بیان کرنے لگا:

''رانی ماتا! کتیاں گرسنہ اس شہر کی بسیار خوری سے اپنا حمل گرا چکیں اور پلے نالیوں اور موریوں میں سڑپ سڑپ جمے ہوئے خون کے لوتھڑے چاٹ رہے ہیں۔ کچھ کتیاں بیچ سڑک کے، کچھ پر چھتیوں کے نیچے کچھ دکانوں کے تھڑوں تلے ٹانگیں پھیلائے سکھ شانتی سے سو رہی ہیں۔ کچھ بے نیازی سے ادھر ادھر گھوم رہی ہیں۔ البتہ جنگلوں اور بیابانوں سے سیار اور بھیڑیئے گھس پیٹھ کر کے رات بھر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ صبح پولیس اہلکار انہیں کھدیڑتے ہیں تب پجاری طمئن ہو کر مندروں میں گھنٹیاں بجاتے ہیں۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ادھم سنگھ کی سانس پھولنے لگی۔ وہ اپنی باچھوں کا کف صاف کرنے لگا کہ مہاراجا نے پوچھا:

''ادھم سنگھ تمہاری سانسوں کے تار میں مہاراجا موتی پروے گا۔ یہ بتا کہ دیہات کا حال کیا ہے؟''

ادھم سنگھ نے ذرا سا توقف کیا۔ بولا:

''مہاراج کے دل کو تسکین ہو دیہات کا نقشہ اس سے مختلف نہیں۔ شہ رگ پر شہ رگ کٹ رہی ہے۔ ادھرمیوں کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ یہ تلوار جو رانی ماتا کے پائے مبارک میں پڑی ہے، کتنے سینوں میں گڑی ہے۔ اس کی آنکھ کو جو ''ادھرمی'' نظر آیا، پھر لوٹ کے نہ اپنے گھر آیا۔ الغرض جس ''ادھرمی'' کو دیکھا اس کی گردن کا ختنہ کر ڈالا۔ شہہ رگوں سے اچھلتے ہوئے خون کے فواروں سے چھاتیوں پر پھیلی ہوئی ڈاڑھیاں لت پت ہوگئیں۔ نرخروں سے اچھلتے ہوئے غرغرغر خون کے غراروں کی آوازیں سن کر گھوڑے سپاہیوں کے بدکنے لگے۔''

مہاراجا کچھ دیر سر دھنتا رہا۔ پھر ایک نظر دیوار پر لگے اپنے پرکھوں کی تصویروں پر ڈالی۔ مونچھوں پر تاؤ دے کر ادھم سنگھ کی طرف متوجہ ہوا۔ ادھم سنگھ سمجھ گیا کہ مہاراجا اس داستان ظلم کا ہر ورق پلٹنا چاہتا ہے۔ بولا:

''جو سر مصلّے پر جھک جھک کر پیشانی کو داغدار کر گیا تھا اس پر تلوار گرا دی گئی۔ کھوپڑیاں ادھرمیوں کی یوں چرمرا اٹھیں جیسے جھوجھرے بانس ایک دوسرے پر گر رہے ہوں۔''

مہارانی نے بے چینی سے پہلو بدل کر پوچھا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''ادھم سنگھ! کچھ حال اس ذات کی عورتوں کا بھی بیان کر۔''

ادھم سنگھ نے مہارانی کی طرف دیکھ کر گردن اپنی جھکائی۔ بولا:

''رانی ماتا خاطر جمع رکھیں۔ ماؤں کے پیٹ چاک کیے گیے۔ لوتھڑے جو کہ ان سے نکلے نالیوں میں بہادئے گیے۔ ریشم سے نازک مسوڑوں سے چوچیاں ماؤں کی کھینچ کر نکالی گئیں۔ دودھ پلانے والے پستان کاٹنے سے پہلے روئی کے گالے جیسے بچّوں کو نیزوں کی زینت بنادیا گیا۔ کچھ پستان اب بھی گلیوں میں لٹک رہے ہیں۔ جس کوکھ میں اس ذات کی آنے والی نسلوں کے بیج پڑتے اسے ''دھرم رکھشکوں'' نے تیزاب چھڑک کر ہمیشہ کے لئے بنجر بنادیا۔ کنویں اور تالاب نرناریوں کی لاشوں سے بھر دئے گئے۔''

یہ سن کر مہاراجا نے وحشی قہقہہ لگایا۔ اسے لگا جیسے قلعہ الموت پر قہر ڈھانے کے بعد ہلاکو خان شب بسری کے لئے خیمے میں داخل ہوا جس میں ایک سو برہنہ عورتیں قطار در قطار لیٹی ہوئی ہیں۔ ہلاکو خان جھومتا ہوا ان کے درمیان سے گزر رہا ہے۔ لڑکھڑاہٹ میں اس کا پاؤں کسی عورت کے سینے یا کسی اور جگہ پر پڑا۔ عورت کی چیخ سن کر اس کے منہ سے ٹھا کا نکلا۔ وہ مستی میں قطار در قطار گھوم رہا ہے۔ اب وہ تھک کر کسی عورت پر گر گیا اور اس عورت کے منہ سے ایک دردناک سسکاری نکلی۔

صبح دن چڑھے ایرانی موسیقی کی مدھر تانوں سے اس کی انکھ کھل گئی۔ اس نے خیمے سے نکل کر اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''اس سے بڑھ کر تمہارے مہاراجا کے لئے خوشی اور شادمانی کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ ہمارے دشمنوں کا سروناش ہو رہا ہے۔ وہ تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں اور ہمارے سپاہی ان کی ہر چیز پر قابض ہو رہے ہیں۔ ان کے وارثوں کے بین سے بڑھ کر کوئی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



راگنی سریلی نہیں۔ ادھر میوں کے گھوڑے ہمارے سپاہیوں کی ران کے نیچے ہیں اور وہ ان کی حسین عورتوں کو اپنے خیموں کی طرف بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک رہے ہیں۔ میں ان سیوکوں کو آشیرواد دیتا ہوں جو اپنی آغوش ان عورتوں کے جسم سے گرم کر رہے ہیں۔"

پھر تاریخ کے جھروکے سے ایک آنکھ یہ دیکھ کر رونے لگی کہ خیموں میں حوا کی بیٹیوں کے ساتھ ایسی شرم ناک حرکتیں کی جارہی ہیں کہ شرم بھی آنکھ موند کر سینہ پیٹ رہی ہے۔ ایک درد انگیز اور الم ناک شام ڈھل گئی تو شہر میں سیار بولنے لگے۔ رات بھر شہر میں ایسی آوازیں آرہی تھیں جن میں وحشت بھی تھی اور دردناکی بھی۔ ایسی آوازیں جنہیں سن کے زمین کا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔

جیسے لکڑ بھگے لاشوں کے بٹوارے پر آپس میں لڑ رہے ہوں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سندور

گلاب کی پتّی خون اُگل کے مرگئی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



راگنی سریلی نہیں۔ ادھر میوں کے گھوڑے ہمارے سپاہیوں کی ران کے نیچے ہیں اور وہ ان کی حسین عورتوں کو اپنے خیموں کی طرف بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک رہے ہیں۔ میں ان سیوکوں کو آشیرواد دیتا ہوں جو اپنی آغوش ان عورتوں کے جسم سے گرم کر رہے ہیں۔''

پھر تاریخ کے جھروکے سے ایک آنکھ یہ دیکھ کر رونے لگی کہ خیموں میں حوا کی بیٹیوں کے ساتھ ایسی شرم ناک حرکتیں کی جا رہی ہیں کہ شرم بھی آنکھ موند کر سینہ پیٹ رہی ہے۔ ایک درد انگیز اور الم ناک شام ڈھل گئی تو شہر میں سیار بولنے لگے۔ رات بھر شہر میں ایسی آوازیں آ رہی تھیں جن میں وحشت بھی تھی اور دردناکی بھی۔ ایسی آوازیں جنہیں سن کے زمین کا کلیجہ پھٹ رہا تھا۔

جیسے لکڑ بھگے لاشوں کے بٹوارے پر آپس میں لڑ رہے ہوں۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

## سندور

گلاب کی پتّی خون اُگل کے مر گئی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ایک ندی ــــــــ شہر کی مانگ میں سندور، پیشانی پر حلقۂ نور۔ پانی جس کا کلسے میں گنگا جل اور اوک میں زمزم۔ مقدس روح نے پہاڑ کے سینے میں پراسرار کھڑکی کھولی اور سوئی ہوئی برف کو سانس لینا سکھایا۔ آسمانی بزرگ نے نورانی لفظوں کی تسبیح پہنائی۔ پھر جو چاند نے مٹّی کے برتن میں آنکھیں موندتے موندتے جھانکا تو آرسی تڑخ گئی، تاروں کی نیند چٹک اٹھی۔ پنگھٹ پر خواب جو اپنی ہی پازیب کی جھنکار سے چونکا تو ریشمی آسمان میں ابرِ نیسان کا دل دھڑک اٹھا۔ آنکھ دھوپ نے کھولی اور انگڑائی چنار نے لی۔ پھر شاخوں سے پرندے آک کی بڑھیا کی طرح اڑنے لگے۔ اور جب کنواری مٹّی پر پانی نے مہندی لگائی تو خوشبو کی آنکھ کھل گئی۔ پھر تھل تھل چلنے والی ہوا کے پاؤں سے لپٹ کر آنگن میں رنگولی بنائی۔

اور پھر ایک سفاک رات ایسی پڑی کہ کسی خوف زدہ آواز سے بوڑھے چنار کی جھریوں نے انگڑائی لی:

''جلال الدّین! جلال الدّین! یہ آسمان پر کوئی شعلہ لپکا جس کا عکس دریا میں لرزتے ہوئے دھڑکا، یا چڑیلوں نے ہمیں ڈرانے کے لئے پانی میں مردوں کی ہڈیوں کا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



سفوف جلایا؟''

گلناز بی بی نے اپنے شوہر جلال الدّین کا شانہ جھنجوڑ کر پوچھا۔ جلال الدّین نے آنکھیں کھولیں۔ اس کے سینے میں دھڑکن چبھنے لگی۔ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ ایسا اندھیرا جو اگر ازل سے پہلے طلوع ہونے والی صبح کو دکھائی دیتا تو خوف سے مرجاتی۔ ایسا لگتا تھا جیسے رات کائنات کی ناگہانی موت پر بال کھولے ماتم کر رہی ہو۔ چھپکلیوں کی گردنیں مڑ گئی تھیں۔ ان کے پستان قصائی کے کانٹے سے ٹنگے ہوئی اوجھڑی کی طرح لٹک رہے تھے۔

جلال الدّین کے جسم میں سنسناہٹ دوڑی۔ بولا:

''ارے پگلی! دریا کہاں ہے؟ اور آسمان کدھر؟ مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ یا تو کسی نے میری پتلیوں پر کالی کیچڑ پوت دی ہے یا پوری کائنات سیاہ قبر میں دفن ہوگئی۔ تم جسے آسمان کہہ رہی ہو یہ اندھیری کھائی ہے جو کالی آنکھوں سے اندھا خواب دیکھ رہی ہے۔ یہ دریا نہیں سیاہ لکیر ہے۔ لہروں کی چھپ چھپ میں خون کی دوشیزگی اور معصومیت کا نوحہ ہے۔ چاند کا حمل گر گیا اور چاندنی ماتمی چھوٹلا پہن کے سو رہی ہے۔ تاروں کی آنکھوں میں چیچک کے آبلے پھوٹ رہے ہیں۔ گلناز! رات کی کوکھ سے شیطان پیدا ہوا اور اس کی آنول نال سے ٹپکتے ہوئے تیزاب کے کالے قطرے زمین کی کنواری کوکھ کو بانجھ بنا رہے ہیں۔ میری تسبیح کا دھاگا ٹوٹ گیا۔ دانے بکھر گئے۔ زمیں پر ٹٹولتے ٹٹولتے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ سوچتا ہوں میرا وجود خود ایک کالے کاغذ پر کالے دھبّے کی طرح موہوم سانسیں لے رہا ہے، بھلا مجھے دانے کہاں سے ملیں گے۔''

گلناز بی بی پر ہیبت طاری ہوگئی۔ وہ لڑ براتی ہوئی بولی:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''جلال الدّین! ہوش میں آؤ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کررہے ہو؟ میرے دل میں ہول اٹھ رہا ہے۔''

جلال الدّین کی آنکھ میں جیسے سنسناتا ہوا تیر لگا۔ رندھے ہوئے لہجے میں بولا:

''ایک سو ستّر برس پہلے مجھے ہوش آیا تھا۔ دس برس کا تھا میں تب۔ ایسی تاریکی کبھی دیکھی نہ سنی۔ گلناز! تمہیں معلوم نہیں کیا؟ اس شہر کے کتّے بے خوابی کا کوڑھ چاٹ رہے ہیں۔ وہ دور جہاں ندّی موڑ کاٹتی ہے، تم نے دیکھا نہیں وہاں کتنی انسانی کھوپڑیاں جمع ہوگئی ہیں؟ ان کی کھلی آنکھیں دیکھ کر لگتا ہے جیسے کسی خواب کا کوئی حصّہ باقی رہ گیا ہے ____ کوئی خواب، کوئی خوف، کوئی دہشت، کوئی حسرت، کوئی امید ____ کچھ تو ہے جو، اب بھی ان آنکھوں میں موجود ہے۔ کسی سر کا سندور دیکھ کے لگتا ہے جیسے گلاب کی پتّی خون اگل کے مرگئی۔ کسی کی پیشانی کا قشقہ دیکھ کے لگتا ہے جیسے نیند میں سبکیاں لیتے ہوئے بچّے کے گال پر آنسو سوکھ گیا۔ بالکوں کے سر دیکھ کے لگتا ہے جیسے ماؤں نے ابھی ابھی اپنے لاڑلوں کی مانگ نکالی۔''

جلال الدّین دھاڑیں مار کے رونے لگا۔ گلناز بی بی نے اس کا سر اپنی گود میں لیا۔ اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ کر بولی:

''سو جاؤ، سو جاؤ جلال الدّین کہ رات بھیگ چکی ہے اور خدائی سوگئی ہے۔''

جلال الدّین نے چونک کر مجذوب کی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا:

''سچ کہتی ہو گلناز! خدائی سوگئی ہے۔ ورنہ مندر کی گھنٹی کی زنجیر سے ''اللہ اکبر'' کو لٹکا کر پھانسی نہیں دی جاتی۔ ''اوم شانتی اوم'' کہنے والے کا گلا تسبیح سے نہ گھونٹا جاتا۔ گرنتھ صاحب کے اشلوکوں کو پگڑی کا کفن نہ پہنایا جاتا۔ جو بی تاروں کی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



چھاؤں میں بھی پردہ کرتی تھی اس کے ازار بند کی گانٹھ نہ کھولی جاتی۔ جو ساوتری بھگوان کی مورتی کے آگے بھی گھونگھٹ کاڑتی تھی اس کی ساڑی کو خون میں لتھڑے ہوئے جوتوں سے پامال نہ کیا جاتا۔ جس سینے میں "واہے گرو" بولنے والوں کی غیرت کا شیر ابل رہا تھا اس کی محرم بندوق کی نال پر نہ لٹکائی جاتی ــــــ اے مخلوق کے پروردگار! تیرا شکر کہ تو نے ہمیں آدم زاد سے پیدا نہ کیا۔ ہم جنات تیری دنیا کے نقشے پر خون سے لکیریں نہیں کھینچتے۔"

دور کسی خواب کے سینے میں خنجر بھونکنے والے کا وحشی قہقہہ گونجنے لگا۔ اور جلال الدّین ہول کے مارے خاموش ہو گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



# جان محمد ملک

## گھر کی عصمتیں کفن سے ڈھانپنے والا مظلوم

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



"امّی جی!"

کلو نے کترے ہوئے پیاز کی تھالی ایک طرف سرکائی اور آستین سے آنسو پونچھ کر چلّایا۔ جب وہ اس کے آگے کچھ نہ بولا تو جان محمد ملک کی بیگم عائشہ بی بی نے ٹوکا:

"یہ ناک سڑکنا بند کر جو کہنا ہے وہ کہہ کے پھوٹ ملک صاحب دو دفعہ پکار چکے ہیں۔"

کلو نے چوکے کا مونڈھا عائشہ بی بی کی طرف سرکا کر انہیں اس پر بٹھایا۔ بولا:

"امّی! آپ کو مصلّے سے اور ابّو جان کو پیچوان سے آگے کچھ سجھائی دکھائی بھی دیتا ہے کہ نہیں؟ دنیا جہان کا کیا حال ہے کچھ خبر بھی ہے کہ نہیں؟"

عائشہ بیگم نے ڈانٹ کر کہا:

"کیا بک رہا ہے نامراد!"

کلو نے آستین سے ناک صاف کرتے ہوئے کہا۔

"بک نہیں رہا ہوں امّی جی!"

عائشہ بیگم نے جل بُن کر کہا:

"ارے بولتا کیوں نہیں۔ کیا ہوا دنیا جہان کو؟ سب کچھ تو ٹھیک ٹھاک چل رہا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ہے۔''

''خاک ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔''

اس نے جھلاتے ہوئے کہا:

''ملک میں آگ لگی ہے اور آپ کو سب کچھ ٹھیک ٹھاک دکھائی دے رہا ہے۔''

یہ سن کر عائشہ بی بی گھبرا گئیں۔ اڑتی سی خبر انہوں نے بھی حالات کی خرابی کے بارے میں سنی تھی۔ انہیں تشویش ہونے لگی:

''ہائے اللہ! کلو صحیح صحیح بول۔''

''کلو! کہاں مر گیا تو۔''

جان محمد نے پکارا۔ کلو چو کے سے بنا کچھ کہے نکل گیا۔ وہ ہڑبڑاہٹ میں سیڑھیاں اترنے لگا:

''آیا ابو جان۔''

جان محمد ملک اپنے صحن میں کھاٹ پر کنڈلی مارے لیٹے تھے۔ کلو کو دیکھ کر بھڑک اٹھے:

''کیوں بھئی کلو کے بچّے! کانوں میں روئی ٹھونس کے رکھی ہے؟ دیکھتا نہیں کہ چلم سرد ہو گئی ہے۔''

کلو نے خاموشی سے چلم اٹھائی اور انگیٹھی سے چن چن کر انگارے اٹھانے لگا۔ ملک صاحب نے آواز دی:

''راکھ اچھی طرح اڑانا۔ اور انگاروں کو پھونک مار مار کے وہیں دہکانا۔ کل ایک چنگاری اٹھ کے شال میں سوراخ کر گئی۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''نہیں شال کے سوراخ کی پڑی ہے۔ ایک چھوٹی سی چنگاری دکھائی دے رہی ہے مگر جو بستیوں سے شعلے اٹھ رہے ہیں ان کی طرف نظر نہیں اٹھتی۔''

کلو بڑبڑانے لگا تو ملک صاحب نے غصے سے کہا:

''کیا بڑبڑا رہا ہے بے؟ جلدی کر۔''

چلم ٹیروے پر دھر کے کلو جانے ہی والا تھا کہ ملک صاحب نے آواز دی:

''کلو ادھر آ ذرا۔''

کلو چارپائی کا پایہ پکڑ کر بیٹھا:

''کیا بتا رہے تھے ملک کے حالات کے بارے میں تم؟''

ملک صاحب نے پوچھا۔ کلو نے معصومیت سے کہا:

''کون کہہ رہا تھا ابّو جان!''

ملک صاحب نے ڈپٹ کر کہا:

''ابے ابّو جان کے بچّے! ابھی تو امّی جان سے اپنی کیا کہہ رہا تھا۔ وہی پوچھ رہا ہوں۔''

کلو نے ہنستے ہوئے کہا:

''ابّو جان! میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ چلم میں جب انگاروں پر راکھ جمتی ہے تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ راکھ کے نیچے کہاں انگارہ ابھی دہکتا ہے۔''

ملک نے غصّے میں پوچھا:

''ابے جو پوچھ رہا ہوں اس کا صحیح صحیح جواب دے۔''

''ابّو جان!''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا:

''آپ کھاٹ پکڑ کر یہاں دن بھر لیٹے رہتے ہیں۔ ادھر ادھر کی کچھ خبر بھی ہے؟ ملک کے حالات سخت خراب ہیں۔ سنتے ہیں گاؤں گاؤں گھات پڑ رہی ہے۔ لوگ گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔''

''اچھا؟''

ملک صاحب کے لہجے میں تعجب سے زیادہ خوف تھا:

''اور نہیں تو کیا۔''

کلو نے اپنا بیان جاری رکھا:

''ابھی بازار میں قادر پہلوان کا بیٹا صمد کانا ملا۔ مجھے ابے تبے بول کے آواز دی۔ میں غصے کی آگ میں بھنتا ہوا جو اس بھوتنی کے پاس گیا تو کہنے لگا: ''ابے کلوا تو کس بات پر اکڑتا ہے؟ سالے اپنے ابو جان سے کہنا کہ میری ممتاز محل کو سجا کے رکھے۔ میں بارات لے کر جلد ہی آجاؤں گا''۔ میں نے سالے کا گریبان پکڑ کے ایک آنکھ دبا کر کہا: ''کانے سالے! تو ارمان میں ہی رہے گا اور ارمان لے کر ہی مرے گا۔ بے غیرت! میری ممتاز دیدی تو شہزادی ہے شہزادی۔ کوئی شہزادہ ہی اس کی بارات لے کر آئے گا۔ کمینے تو اس دن آنا ضرور۔ دیدی کی جوتی کو چاٹ کر چمکانے۔'' یہ سن کر کمینہ بھڑک اٹھا۔ رمضان قصائی کے تختے سے بغدا اٹھا کے میرے درپے ہوا۔ وہ تو کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کیا ورنہ واردات ہو جاتی۔ میں نے بھی کہہ دیا: ''سالے اسی بغدے سے تمہاری انتڑیاں نکال کر غفور دھنیا کو دے کر کہوں گا لے چاچا! تانت بنا لے ان سے۔'' سنا ہے کم ذات کی ''دھرم رکھشکوں'' سے آنٹ سانٹ ہے۔ مجھے معلوم ہے ممتاز دیدی پر اس کی بری نظر ہے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''بس کر کلو! بس کر۔''

ملک صاحب نے حقے کی منہنال چارپائی سے ٹھونک کر غصّے میں کہا:

''اس سوٗر کے بچے کی یہ ہمّت۔ اس کا حقہ پانی نہ بند کروایا تو میں فضل الرحمٰن کی اولاد نہیں۔''

''جس کے پاس حقہ ہی نہ ہو اس کو پانی کی کیا ضرورت ابّو جان!''

کلو نے ملک صاحب کا پاؤں پکڑ کر کہا:

''ابّو جان! زمانے کی ہوا نے رخ بدل دیا ہے۔ کل تک جو رکاب پکڑ کر آپ کو گھوڑے پر بٹھاتے تھے آج ان کے طویلے میں لوٹے ہوئے گھوڑے قطار میں کھڑے ہیں۔ بھڑوے اپنی ذات دکھانے لگے ہیں۔''

ملک صاحب کی آواز بھاری ہو گئی۔ بولے:

''کلو بیٹا! چارپائی کے پائے کے برابر تھا تو جب تیرے باپ کو بھالو نے پھاڑ کے کھایا تھا۔ تیری ماں نے ندی میں کود کر جان دی تھی۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے اتنا بڑا ہو گیا یقین نہیں آتا۔''

''اوپر والے نے جو چھینا اس کے بدلے میں اس سے کہیں زیادہ دے بھی تو دیا۔''

کلو نے ہاتھ جوڑ کر آسمان کی طرف دیکھا۔

''کلو بھیا!''

ملک صاحب نے کروٹ بدل لی:

''جاؤ گل افروز دیدی بلا رہی ہے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''آپا چھوٹی دیدی!''

وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔گل افروز کو دیکھ کر مصنوعی غصّہ منہ پر لا کر بولا:

''ہے خدا تمہیں میرے آب و دانہ کے لئے یہی گھر چننا تھا۔''

''کیا بولا؟ نامراد! نمک حرام!''

گل افروز اس کے بال کھسوٹنے لگی:

''دیکھو چھوٹی دیدی! چاہو تو مجھے کوئی بھی گالی دو مگر نمک حرام مت کہو۔ میں کسی روز اپنے جسم کا سارا نمک نکال کے ابّو جان کے قدموں میں ڈال کے ہمیشہ کے لئے یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

''چلا تو بعد میں جا۔''

گل افروز نے بازو پکڑ کر اسے کھینچا:

''چل بڑی آپا کچھ پوچھ رہی ہے۔''

وہ ممتاز محل کے کمرے میں داخل ہوا تو تینوں بہنوں نے اسے گھیرا:

''کیسے حالات ہیں؟ کہاں کہاں مار دھاڑ ہوئی ہے؟ کس کس گاؤں میں آگ لگی ہے۔اور یہ ناس پیٹے صمد کا نے نے کیا کہا تھا؟''

''میں ایسی باتیں عورتوں سے نہیں کہتا۔ جو کہنا تھا کہہ چکا ہوں ابّو جان سے۔''

یہ کہتے ہوئے کمرے سے جان بچا کر نکل گیا۔ملک کی منجھلی بیٹی ثریا دہشت زدہ ہو کر کو بولی:

''مجھے تو پہلے سے ہی دال میں کچھ کالا نظر آ رہا تھا۔ میری سہیلی شیاما نے اشاروں ہی اشاروں میں بہت کچھ بتایا تھا۔ میں نگوڑی ہی سمجھنے سے قاصر رہی۔''

کلوا ابھی برآمدے میں ہی تھا کہ ملک صاحب کے بڑے بیٹے ایاز محمد نے آواز دی:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''کلوذرا ادھر آ۔''

کلو نے جب میاں بیوی کے چہرے پر زردی دیکھی تو جیسے کسی نے اس کے کلیجے میں چھید کر دیا۔ پوچھا:

''بولیے بڑے بھیّا! کیا بات ہے؟''

''وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اس صمد کا نے نے کیا کہا ہے؟''

کلو نے اپنے سر پر دو ہتٹر مارا۔ بولا:

''کیڑے پڑیں میری زبان میں۔ بھیّا آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ اس بدذات سے میں خود نپٹ لوں گا۔ اسی کی گلی میں جا کر اس کے گلے پر بغدا نہ پھیرا تو کلبھوشن میرا نام نہیں۔''

یہ کہہ کر وہ نظریں جھکائے کمرے سے نکل گیا۔

آج بستی سے دور اس حویلی میں گہری اداسی چھا گئی۔ دن کا تیسرا پہر تھا کہ گاؤں کے چودھری نرمل سنگھ دس بارہ آدمیوں کی سنگت میں وارد ہوئے۔ ملک صاحب کا ماتھا انہیں دیکھ کے ہی ٹھنکا۔ ان کی تشویش اور اضطراب میں اضافہ ہوا۔

کلو نے سب کو پرنام کیا۔ نرمل سنگھ کے پاؤں چھو کر آشیرواد لیا۔ چلم میں نیا تمباکو بھرا اچھی طرح انگاروں کو دہکایا اور چوکے میں جا کر مہمانوں کے لئے ناشتہ تیار کرنے لگا۔ چودھری نرمل سنگھ نے حقّہ پی کر ادھر ادھر کی کچھ باتیں کرلیں اور آخر پر اپنی آمد کا مدّعا بیان کیا:

''ملک صاحب! ملک کے حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ بھائی بھائی کا گلا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کاٹنے پر اتا ولا ہو رہا ہے۔ گاؤں گاؤں بستی بستی آگ زنی، قتل اور اغوا کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ کون کب کس کا کہاں اور کیوں گلا کاٹے کچھ بتایا نہیں جا سکتا۔ آپ گاؤں چھوڑ کر آدھا کوس دور آ کر بس گیے۔ اس دوری نے ہمیں آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی حفاظت کے حوالے سے تشویش میں ڈال دیا ہے۔ گاؤں میں جو آپ کی ذات کے لوگ ہیں ان کی حفاظت کا ہم نے ذمہ لیا ہے۔ ہمارے نوجوان دن رات تلواریں اور برچھیاں لیے گاؤں کا گشت لگا رہے ہیں۔ کچھ دن ادھر کی بات ہے کہ شرپسندوں نے گاؤں پر دھاوا بولنے کی کوشش کی مگر ہمارے جوانوں نے ان کی کوشش ناکام بنائی۔ آپ کی حویلی اتنی دور ہے کہ اگر یہاں سے کوئی مدد کے لئے پکارے تو اول تو آواز ہم تک نہیں پہنچے گی اور اگر پہنچ بھی گئی تو کیا معلوم کہ ہمارے پہنچ جانے تک آپ مدد لینے کے لائق ہونگے بھی یا نہیں۔ آپ سیانے ہیں سمجھ سکتے ہیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

یہ سن کر ملک صاحب متفکر ہو گیے۔ پوچھا:

"تو نرمل جی کیا کرنا چاہیے؟"

چودھری نے اطمینان سے جواب دیا:

"میرا خیال ہے کہ جب تک مصیبت کے بادل نہیں چھٹتے آپ گاؤں میں ہی محفوظ ہیں۔ جگہ کی کوئی کمی نہیں۔ آپ کے مزاج کے مطابق کھانا پینا بھی میسر کرنے کی کوشش کریں گے۔"

ملک کی آنکھیں ڈبڈبائیں۔ ایک عجیب ملال انگیز کیفیت طاری ہو گئی:

"کبھی سان گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ دن بھی دیکھنے پڑیں گے۔"

ملک کی آنکھیں چھلک پڑیں:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


''اب میں تین جوان بیٹیوں اور بہو کی عصمت کا بوجھ سر پر اٹھائے کہاں کہاں در بہ در پھروں گا۔ پھر بھی آپ کی تجویز پر عمل کروں گا۔ مگر آج کی رات نکالنے دیجیے۔ مستورات کا معاملہ ہے۔ کل تڑکا ہونے تک ہم آپ کی پناہ میں آجائیں گے۔''

یہ سن کر سب لوگ اٹھ گیے اور ملک صاحب اپنا سر پکڑ کر رونے لگے۔

رات کو دستر خوان تہہ ہوا تو ملک صاحب نے سب افرادِ خانہ کو دیوان خانے میں جمع ہونے کو کہا۔ سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ لفظ جیسے خوف کی وجہ سے ان کے گلے میں اٹک گئے تھے۔ ملک صاحب نے گلا کھنکار کر کہا:

''سب لوگ آج کی رات چوکنا رہیں گے۔ ان شاء اللہ فجر کی نماز کے فوراً بعد ہم گاؤں کی طرف کوچ کریں گے۔ سب اپنی ضروریات کی چیزیں سمیٹ لیں۔ اگر خدا نخواستہ کوئی آفت آن پڑی تو میرے سوا کوئی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے گا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں دروازوں پر کنڈیاں چڑھا کے سکون سے بیٹھیں گے۔ آج کی رات بھاری ہے۔ نرمل سنگھ کا اپنی بندوق یہاں چھوڑ کے جانا کافی معنی خیز ہے۔ کلوابھی کے ابھی شاہ پور روانہ ہوگا۔ وہاں جا کے تمہارے چاچا وکیل احمد کو میری طرف سے پیغام دے گا کہ وہ بھی اپنے افرادِ خانہ کے ساتھ سیلا پور پہنچیں۔''

یہ سن کر سب لوگ اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہوئے۔ کلو نے روتے ہوئے ملک کے پاؤں پکڑے:

''ابو جان! میں آپ سب کو چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤں گا۔ باہر الّو بول رہے ہیں۔ کوئی منحوس بات ہونے والی ہے۔ میں یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



بارے ملک کے بہت سمجھانے کے بعد وہ لالٹین کی لو نیچے کر کے نکل پڑا۔

ملک کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ جو لوگ مسیحا بن کر آئے تھے ان میں ایک شیطان ہو گا جس کی مخبری سے آدھی رات کو ان کی حویلی پر دھاوا بول دیا جائے گا۔ جب تک کچھ حملہ آور پھاٹک توڑتے تب تک بہت سے دیوار پھاند کے صحن میں جمع ہو گیے۔ کسی کے ہاتھ میں تلوار، کسی کے ہاتھ میں برچھی تو کسی کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ صمد کانے نے ملک کو پکارا:

"ابے او ملک کے بچّے! کہاں چھپ کے بیٹھا ہے۔ باہر نکل اور دیکھ تیرا داماد بارات لے کر آیا ہے۔"

آواز سن کر ملک نے اپنی خاندانی ٹوپی سر پر رکھ لی۔ مستورات کو ایک کمرے میں جمع کیا۔ صندوق کھول کر چار تلواریں نکالیں ایک خود رکھ لی اور تین اپنے بیٹوں کی طرف بڑھائیں۔ نرمل سنگھ کی بندوق کندھے میں ڈال کے ایک تلوار کے ہتھے پر کس کے ہاتھ رکھا۔ نہایت سکون اور اطمینان سے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوئے:

"میرے بچو! سنو۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ اس کا فیصلہ اللہ کرتا ہے کہ کون کتنا جیئے گا کب مرے گا، کہاں اور کس حال میں مرے گا۔ مرنے کا خوف بے ایمانوں کو ہوتا ہے۔ اللہ کا نام لو اور جب تک میں نہ پکاروں کوئی اس کمرے سے باہر نہ آئے گا۔"

یہ کہہ کر وہ سیڑھیاں اترنے لگے۔ دروازہ کھولا اور للکار کر کہا:

"رک جاؤ۔ کوئی آگے بڑھا تو بھون ڈالوں گا۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ملک کے ہاتھ میں بندوق دیکھ کر سب پیچھے ہٹ گیے۔ مگر بھیڑ میں سے صمد کانا نکل کر ملک کے روبرو کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی:

''ملک! نادان انسان! کتنے کارتوس ہونگے تیرے پاس۔ پانچ؟ دس؟ چلو پندرہ۔ مگر عقل کے اندھے ہم سو سے زیادہ ہیں۔ گولی چلی تو پھر تیرا اور تیری بیٹیوں کا کیا حشر ہوگا تو سوچ بھی نہیں سکتا۔''

''کیا چاہتے ہو تم لوگ؟''

ملک نے بندوق کی نال نیچی کر دی۔ صمد کانے نے بھیڑ کو ایک نظر دیکھا۔ بولا:

''مجھے تو اپنی دلربا ممتاز محل چاہیے۔ باقی یہ لوگ آپس میں بانٹ لیں گے۔ البتہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اندر جانے سے پہلے تجھے اور تیرے تینوں بیٹوں کو حفاظت کے ساتھ آدھا کوس دور چھوڑ کے آؤں گا۔ بولو منظور ہے؟''

ملک نے بندوق کندھے پر رکھ کر کہا:

''مجھے منظور ہے۔ مگر تمہیں دو گھڑی انتظار کرنا پڑے گا۔''

وہ دوازہ بند کر کے اندر چلے گیے۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد پے در پے گولیوں کے پانچ دھماکے ہوئے۔ حملہ آور گولیوں کی آواز سن کر ششدر رہ گیے۔ پھر ملک نے دروازہ کھولا۔ بولے:

''اندر تمہارا مال پڑا ہے۔ آؤ اور لوٹ لو۔''

پہلا حملہ آور جب آگے بڑھا تو ملک کی تلوار زناٹے سے ہوا میں لہرائی اور حملہ آور کا سر دور جا کر گر پڑا۔ ملک صاحب نے اپنے بیٹوں کو آواز دی۔ خونریز جھڑپ کے بعد حملہ آوروں میں سے دس کی لاشیں زمین پر پڑی تھیں۔ باپ اپنے بیٹوں کے ساتھ خون کی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ندی میں ڈوبا ہوا اپنے اللہ کو یاد کر رہا تھا۔ صمد کانا جب سارے مکان کی تلاشی کے بعد ہانپتا ہوا نیچے آیا تو خون میں لت پت ملک کو ٹھوکر مار کر کہا:

''اس حرامی نے میری ممتاز کے ساتھ سب عورتوں کو مار ڈالا ہے۔''

پیچھے سے کسی نے اس کی کمر میں برچھی گاڑ دی۔ وہ لہراتا ہوا منہ کے بل گر گیا۔ کسی نے کہا:

''لو بھائیو! دولہا اپنی دلہن کے پاس پہنچ گیا۔ بدھائی نہیں دو گے۔''

وحشی قہقہوں سے ڈر کے پرندے بھرا مار کے شاخوں سے اڑنے لگ۔ دور شاہ پور میں جب کلو نے بندوق کے دھماکے سنے تو اس کے ہاتھ سے لالٹین گر گئی اور اندھیرے میں اس کی چیخ سنائی دی:

''ہائے ابّو جان۔ ہائے امّی جان۔''

وہ پاگلوں کی طرح چلّا چلّا کر بھاگنے لگا۔ وکیل احمد ان کی بیگم اور دو بیٹیاں بھی اس کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔

دور دور تک اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# مہر سنگھ

دشمن کے خون سے موت کے گھاٹ پر تلک لگانے والا راجپوت

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



گلابی جاڑے کا ایک دھندلا دھندلا سا دن ڈھلنے کو ہے۔ السایا ہوا سورج افق کی طرف آنکھیں موند موند کے دیکھ رہا ہے۔ ایک سرد جھونکا جنگلی پھولوں کے جھاڑ سے زور سے ٹکرایا۔ اونگھتی ہوئی شاخوں نے چونک کر جھرجھری لی۔ زرد پتیاں شاخوں سے ٹوٹ کر کالی چٹانوں پر بکھر گئیں۔ لگتا ہے جیسے چٹانوں پر دھاری دار سانپوں کی کینچلی چمک رہی ہو۔ چیڑ کے پیڑوں پر سرخی مائل کرنیں ٹمٹما رہی ہیں۔ افق کی نوک پر ایک سرخ بادل جیسے سورج کو وداع کر رہا ہے اور سورج سر جھکائے دن بھر کے غموں کا بوجھ پہاڑ کے اس پار پٹکنے کی بے تابی میں لڑکھڑانے لگا۔

ایک خوفناک شام کی پسلی سے ڈراونی رات کراہتے کراہتے پیدا ہو رہی ہے۔ رات کراہ رہی ہے کہ وقت کی تتلی کے پروں میں نیزہ گڑا ہے اور وہ آخری سانسیں لے رہی ہے۔ ریشم سے بھی نازک ہچکیوں کے گداز سے آسمان کا کلیجہ پگھل رہا ہے۔ کالی چٹان کی اوٹ میں پناہ لینے والے قبیلے کے معصوموں کی شبنم سے بھی نازک سسکیاں سن کر نیک روحیں بین کر رہی ہیں۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کسی کی کائنات برابر گود چھن گئی تو کسی کے سر سے آسمان برابر سایہ۔ موت کا بیم انسان کی رگوں کو اندھی بڑھیا کے ہاتھوں سے کاتا ہوا سوت بنا دیتا ہے کہ کسی کے باپ کا سر کاٹا گیا اور وہ بھاگ گیا۔ کسی کی ماں کی عزت لوٹی گئی اور وہ دوڑ پڑا۔ کسی کی ماں یا بہن کی کوکھ میں خنجر اتارا گیا اور وہ نکل گیا۔ کسی کی اولاد کو نیزے پر اٹھایا گیا اور وہ کھسک گیا۔ سب اپنے اپنے حصے کے سانحوں کا بوجھ گھبرائی ہوئی سانسوں پر لاد کر ڈھو رہے ہیں۔ دور پرے گاؤں گاؤں میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔ راکشس تانڈو کر رہے ہیں اور کیلاش پربت پر مہامائی بال کھولے ماتم کر رہی ہے۔

کہیں اندھیرے کے سینے میں ایک کرن کی دھڑکن سنائی دی۔ چودھری ہدایت اللہ نے بھری بندوق کاندھے سے اتاری۔ سرگوشیاں سرگوشیوں کو ڈرانے لگیں۔ ایک کرن، دور اندھیری رات کے سینے پر رینگتی ایک کرن۔ ایک ناگہانی آہٹ، رات کے ماتھے پر خطرے کی شکن یا امید کی مسکراہٹ:

"کیا اس کے پیچھے لٹے پٹے قافلے کا تعاقب کرنے والی بربریت ہے؟ کیا کسی بھٹکے ہوئے قبیلے کی لالٹین اپنی اکھڑی ہوئی روشنی سے راستوں کی سوئی ہوئی دھڑکن کو جگا رہی ہے؟ کیا کوئی غولِ بیابانی ہمیں ڈرا دھمکا کے راستے سے بھٹکانے کے لئے ہماری طرف آرہا ہے۔ مگر ہم تو کب کے بھٹک گئے ہیں۔ کیا خبر کل تلواروں کی چمک سے ہماری آنکھ کھلے ____ اجالا ہماری شہ رگوں سے اندھیرے کی چادر سرکا کر ہمارے خون کی سرخی سے شفق کے پاؤں میں مہندی لگائے۔"

چودھری ہدایت اللہ بیم ورجا کے پل صراط پر ڈولنے لگے۔ مجبوری انسان سے کیا کیا نہ طے کرواتی ہے۔ جب چودھری کی بندوق سے آخری گولی نکلے گی۔ جب تلوار

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اٹھانے والے بازو کٹ کٹ کر ڈھیر ہو جائیں گے۔ جب اپنے قبیلے کے مردوں کی لاشوں پر بال کھول کے نوحہ خوانی کا وقت آئے گا، تب سب عورتیں قبیلے کی اپنے اپنے بچوں کی باہ پکڑ کر کھائی میں کود جائیں گی۔

چاندنی میں چٹان کا سایہ اور بھی ڈراونا ہو گیا۔ ایک بچے نے جب سائے کی طرف دیکھا تو ہول کے مارے ماں کے سینے سے چمٹ گیا۔ یہ بچہ شام سے اپنی تھوک نگلنے کی کوشش کر رہا ہے کہ نگلنے کے لئے اس کے منہ میں کچھ اور نہیں۔ پھر اسے لگا کہ اس کے منہ میں کانٹے اگنے لگے جن میں اس کی زبان الجھ کر رہ گئی۔ حلق میں پھنسی ہوئی سانس کو چھڑانے کے لئے اس نے آخری کوشش کی۔ ایک خوفناک چیخ سے درّہ گونج اٹھا۔

''بی بی! بچّے کو خاموش کراؤ۔''

''بابا میرے بچّے کو پیاس نے اپنی گود میں سلایا۔ اب یہ شاید کبھی نہ جاگے گا۔''

یہ سن کر بابا سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے مشکیزہ اٹھایا اور اندھا دھند بھاگنے لگے۔ کسی آواز نے بابا کا تعاقب نہ کیا کہ آواز سے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے درندے جاگ جاتے۔ بابا ڈھلوان پر پھسلتے پھسلتے زخمی ہو گئے۔ انہیں نظر تو کچھ نہیں آ رہا تھا مگر ندی کی قلقل سن کر وہ دیوانہ وار آگے بڑھ رہے تھے۔ تبھی بابا نے ایک پکار سن لی:

''رک جاؤ بابا! آگے خطرہ ہے۔''

ان کے سامنے ایک جوان کھڑا تھا۔ جوان نے بابا کی کانپتی ہوئی باہ پکڑ لی۔

''آگے کہاں جا رہے ہو بابا!۔''

''بیٹا یہ بوڑھا قیامت کے دن ایک معصوم کی پیاس کے سوال کا کیا جواب دے گا۔ بچے پیاس سے مر رہے ہیں۔ ندی تک پہنچا دو بیٹا۔ اللہ تمہارا بھلا کرے گا۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اجنبی جوان نے بابا کو آرام سے ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھا:

''بابا تمہارے ساتھ جو لوگ ہیں وہ کس جگہ چھپے ہیں؟ آس پاس خطرہ منڈلا رہا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اس جگہ سے کچھ پرے ہم رضا کاروں کے خیمے ہیں۔ ہم تم لوگوں کے خورد و نوش کا انتظام کریں گے۔ چلو اٹھو۔''

اجنبی جوان بابا کی باہ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ دور چل کر بابا نے پوچھا:

''بیٹا وہ دور کیسی روشنیاں ہیں۔ یہ کون سی بستی ہے؟''

''بابا! وسوسہ دل سے دور کرو۔ یہ ہم رضا کار وہاں خیمہ زن ہیں۔''

''خدا تم لوگوں کا بھلا کرے۔''

بابا نے پاس آ کر جب خاکی رنگ کے خیمے دیکھے تو انہیں کچھ کچھ اندازہ ہوا کہ نوجوان بھیس بدل کر ہم جیسے لوگوں کی ٹوہ میں نکلا ہے۔ پھر جب وہ دونوں خیموں کے پاس پہنچ گئے تو ایک آواز نے انہیں ٹوکا:

''کون ہے وہاں؟ جلدی بتاؤ ورنہ گولی چلاؤں گا۔''

نوجوان نے پکار کر جواب دیا:

''صاحب سے کہہ دو کہ رنگیلا ہے۔''

یہ سن کر ایک اہلکار اندر گیا اور کچھ دیر بعد واپس آ کر پکارا:

''رنگیلے کو آنے دو۔''

اگرچہ رنگیلے نے بابا کی باہ چھوڑی تھی مگر بابا سمجھ گئے کہ وہ اور اس کے ساتھی کسی بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔ بابا کو ایک خیمے کے آگے روکا گیا۔ کچھ دیر بعد رنگیلا ایک فوجی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



افسر کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ افسر نے کسی سے پوچھا:

"کہاں ہے؟ بڈھا کہاں ہے؟"

رنگیلے نے بابا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"وہ رہا سرکار!"

فوجی افسر نے دیکھا کہ ایک ضعیف بزرگ اندھیرے میں زمین پر اکڑوں بیٹھا ہے۔ اس نے بابا کے قریب آکر سپاہی کو آواز دی:

"لالٹین لے کر آؤ۔"

سپاہی دوڑ کے لالٹین لے کر آیا۔ افسر نے اس سے لالٹین لے کر کہا:

"جاؤ تم۔"

پھر اس نے لالٹین بابا کے منہ کے قریب لائی۔ بابا لالٹین کی دھندلی روشنی میں آنکھیں جھپکنے لگے۔ ان کی ٹانگیں تھرتھرا رہی تھیں اور سردی سے دانت بج رہے تھے۔ تبھی فوجی افسر ان کے اور قریب گیا۔ کچھ دیر غور سے انہیں دیکھا ____ پھر بابا کے سامنے خود بھی اکڑوں بیٹھ گیا:

"بابا! مجھے پہچانتے ہو؟"

بابا نے ٹکٹکی باندھ کے افسر کے منہ کو دیکھنا شروع کیا۔ بولا:

"بیٹا! ان بوڑھی آنکھوں میں اتنا دم نہیں کہ کسی شناسا کی پہچان کریں۔ ہوگے کوئی فوجی افسر۔"

افسر نے بابا کے شانے پر ہاتھ رکھا:

"صحیح کہتے ہو بابا۔ میں فوجی افسر ہوں۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ اور وہ کہاں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



چھپ کے بیٹھے ہیں؟''

بابا نے نظریں اٹھا کر رنگیلے کو دیکھا۔ بولے:

''میں اکیلا ہی جنگل کی طرف نکلا ہوں بیٹا۔''

یہ سن کر رنگیلا بول پڑا:

''صاحب بڈھا جھوٹ بول رہا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو مجھ سے کہا کہ میرے ساتھی اسی جنگل میں کہیں چھپے بیٹھے ہیں۔''

''لعنت ہے تم پر۔'' بابا نے رنگیلے کی طرف تھوک کر کہا۔

افسر نے ایک سپاہی کو آواز دی:

''میرا طمنچہ لے کر آؤ۔''

سپاہی نے دوڑ کر طمنچہ لایا۔ افسر نے کہا:

''اٹھ رنگیلے! بابا کو اپنے ساتھ لا۔ آج کی رات ہم جنگلی بھینسے کا شکار کریں گے۔''

آگے ایک فوجی جوان لالٹین لیے جا رہا تھا۔ پیچھے افسر اور بابا کی باہ پکڑے رنگیلا۔ جب کچھ دور پہنچے تو افسر نے رنگیلے سے کہا:

''رنگیلے! بابا کی باہ چھوڑ دے۔''

رنگیلے نے بابا کی باہ چھوڑ دی اور الگ ہو گیا۔ افسر نے لالٹین اپنے منہ کے پاس لائی اور بابا سے پوچھا:

''ابھی پہچانو مجھے۔''

بابا منہ کھول کے دیکھنے لگا۔ ان کی آنکھیں ٹمٹما رہی تھیں:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''کون ہو تم ؟''

افسر نے پوچھا:

''بابا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟''

بابا کی گردن ہل رہی تھی۔ کانپتا ہاتھ کان کے قریب لا کر بولا:

''ہاں، کیا پوچھا تم نے؟''

''گھر والے کہاں ہیں تمہارے!''

بابا نے چیختے ہوئے کہا:

''سب مٹ گیا۔ سب کچھ مٹ گیا۔''

پھر بابا کھل کے رونے لگے۔ انہیں لگا کہ انہوں نے کتنے دنوں کے بعد سانس لی ہے۔ افسر نے بابا کو سہارا دے کر اٹھایا اور کہا:

''جاؤ چاچا چلے جاؤ۔''

رنگیلا یہ سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ ادھر ادھر دیکھ کر بولا:

''مگر صاحب! ہاتھ آئے شکار کو چھوڑنا صحیح نہیں۔''

افسر نے اس کے کان میں کہا:

''رنگیلے! تو آسمان زمین پر لا پھر بھی نہیں بتائے گا کہ اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ اس کے ساتھ جا کے پتہ لگا کہ کہاں سب چھپ کے بیٹھے ہیں۔''

رنگیلے نے بابا کی باہ پکڑ لی:

''چلو بابا۔''

بابا بنا کچھ کہے چل پڑے۔ ابھی وہ دس ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ بندوق سے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



گولی چلی اور رنگیلا دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ بابا نے پیٹھ پھیر کر پیچھے دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

صبح جب چودھری ہدایت اللہ کی آنکھ کھلی تو وہ یہ دیکھ کر بھونچکا رہ گئے کہ فوجیوں کی ایک ٹکڑی نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ انہوں نے حیرت سے کیپٹن مہر سنگھ کو ایک چٹان پر اونگھتے ہوئے دیکھا۔ ان کی رائفل مہر سنگھ کی گود میں تھی۔ چودھری کے دماغ میں بجلیاں کڑ کنے لگیں:

"سچ کہتے ہیں سویا مویا برابر۔"

انہوں نے بابا کو جھنجوڑ کر جگایا۔ بابا نے آنکھیں کھولیں۔ چاروں طرف دیکھا۔ پھر شرمندہ ہو کر گردن جھکائی۔ بابا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ چودھری ہدایت اللہ سوچنے لگے:

"مہر سنگھ راجپوت ہے۔ دن کے اجالے میں دشمن کے خون سے موت کے گھاٹ پر تلک لگانے والا راجپوت۔ دشمن پر للکار کے ٹوٹ پڑنے والا یہ راجپوت اتنا سفاک نہیں ہو سکتا کہ بے بس ______"

انہیں مہر سنگھ کی آواز نے چونکا دیا: "کیا سوچ رہے ہیں جناب؟"

چودھری نے کہا:

"کیپٹن ہمارے اور ہمارے اللہ کے بیچ دو رکعت کی نماز ہے۔"

یہ سن کر مہر سنگھ اٹھ کر چودھری کے پاس گیا۔ ان کی رائفل لوٹاتے ہوئے کہا:

"میجر چودھری ہدایت اللہ کے سینے پر چلنے والی گولی اگر کیپٹن مہر سنگھ کے سینے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



میں چھید کر کے پار ہو سکتی ہے تو میجر ہدایت اللہ جانے کہ ان کے رب نے انہیں بلایا ہے۔"

یہ سن کر چودھری نے مہر سنگھ کو گلے لگایا:

"شکریہ کپتان۔"

کپتان مہر سنگھ نے بابا کی طرف دیکھ کر کہا:

"خدا بخش چاچا! تم نے مجھے پہچاننے سے انکار کیوں کیا؟"

پھر انہوں نے گھٹنے تک ہاتھ لا کر کہا:

"اتنا تو تھا میں جب تمہارے کندھوں پر سواری کرتا تھا۔ اور وہ کیا کہا کرتے تھے تم سائیسی علم دریاؤ ہے۔"

خدا بخش کی آنکھیں ڈبڈبائیں۔

مہر سنگھ بولا:

"چاچا اس لالچی گدھ کو ٹھکانے لگانے کے بعد میں نے درجن سنگھ کو تمہارے پیچھے لگایا۔"

پھر مہر سنگھ نے درجن سنگھ کو آواز دی:

"درجن سنگھ اپنے کرنل کو سلیوٹ نہیں کرو گے؟"

درجن سنگھ دوڑ کے آیا اور چودھری کو گلے لگا کر رندھے ہوئے لہجے میں کہا:

"جناب! اس سردار نے آج ایک بھی گولی چلائے بغیر زندگی کی سب سے بڑی جنگ جیت لی ہے۔"

اس کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ تھی جو ایک دلیر فاتح کے ہونٹوں پر ہوتی ہے۔

صبح کے دھندلکے میں اس قافلے نے سرحد پار کی۔ کلو درجن سنگھ کی باہ پکڑ کر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



دیر تک ہاتھ ہلاتا رہا۔ وکیل احمد اور ان کے گھر والے اسے مڑ مڑ کے دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنے کپڑوں کو بار بار چوم رہا تھا جن پر اس کے مالکوں کا خون لگا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ صحن میں پڑی اس کے ابّو جان محمد کا جسم اب تک لرز رہا ہے:

"کلو بیٹا آ گئے تم؟"

اس نے آنکھیں موند لیں اور دھاڑ کر رونے لگا۔ مہر سنگھ نے اسے سینے سے لگایا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ضیاءالدین

اپنی بہن ارچنا دیوی کو گھاٹ پر وداع کرنے والا خادم

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


سیب کے باغوں کے بیچ وہ مکان جاگیردار ست لال کے باپ کشوری لال نے بنوایا تھا۔ اس دو منزلہ مکان کے وسیع و عریض کمروں میں آس پاس کے دیہات کے کسانوں سے لیا ہوا اناج جمع کیا جاتا۔ چھت کے نیچے ایک چھوٹے سے کمرے میں چوکیدار قاسم خان اپنی بیوی اور دو بچّوں کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک سال جنوری کے مہینے میں کئی دن لگا تار برف گری۔ قاسم خان دن میں کئی بار گھاس کی چھت پر چڑھ کر برف گراتا رہا۔ ایک رات برف کے بوجھ سے چھت کی کڑیاں چرمرانے لگیں تو قاسم ہول جول میں چھت پر چڑھ کر برف گرانے لگا۔ اندھیرے میں پاؤں پھسل گیا اور برف کی ایک موٹی چادر کے پیچھے پیچھے یہ بھی دھڑام سے گر گیا۔ جب بھد بھد کی آواز آنا بند ہوئی تو قاسم کی بیوی ریشماں بی بی اسے پکارنے لگی۔ کچھ دیر تک جب جواب نہ ملا تو وہ گھبرائی۔ ہڑبڑاہٹ میں نیچے آکر دروازہ کھولنا چاہا مگر دہلیز پر اتنی برف جمع ہو گئی تھی کہ اکیلی عورت سے دروازے کا کھولنا ناممکن تھا۔ وہ اپنے شوہر کو پکارتی تھی۔ بچّے خوفزدہ ہو کر دھاڑیں مامار کر رو رہے تھے۔ ریشماں بی بی سے جب کچھ نہ بن پڑا تو دوسری منزل سے کود گئی۔ چک

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



سے تڑپتی اپنے شوہر کو آواز دینے لگی۔ مگر قاسم کہیں ہوتا تو سنتا۔ اسے تو جیسے آن کی آن میں قاف کی پریاں اپنے ساتھ اڑا کر لے گئی تھیں۔

ریشماں بی بی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ وہ چلّا چلّا کر مدد مانگ رہی تھی کہ اس کے سوا اس سے کچھ نہیں بن پڑتا تھا۔ آخر تھک ہار کر اس نے حویلی سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔ وہ سینے تک برف میں دھنستے ہوئے ہانپتے کانپتے حویلی کے پھاٹک تک پہنچ گئی۔ اس کی دھاڑ پر حویلی میں کچھ دیر کے لئے ایک چراغ جلا۔ اس کے من میں امید کی ایک کرن جاگ گئی۔ مگر کچھ ہی دیر بعد چراغ بجھ گیا اور وہ اپنے منہ پر دوہتڑ مارتے ہوئے برف پر گر گئی۔

پھر ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اس نے پھٹی آنکھوں سے اپنے گھر کی طرف دیکھا۔ اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ شوہر کی محبت میں یہ بے کس عورت اپنے بچوں کو بھول گئی تھی۔ کہتے ہیں جب محلّے کے لوگوں نے دو دن بعد برف ہٹا کر قاسم کی اکڑی ہوئی لاش نکالی تو ریشماں بی بی اپنے بال کھسوٹتے ہوئے اس کا ماتم کرنے لگی۔ اور جب چھت کے ملبے سے اس کے دو ننھے بچوں کو نکال کر اس کے سامنے دھرا گیا تو وہ سن ہو گئی۔ اسے لگا جیسے اس کے دونوں لال گہری نیند سو رہے ہیں۔ پھر اس کے منہ سے ایک بھی آواز نہ نکلی۔ کچھ دن بعد باؤلی ہو کر گلیوں میں اپنے شوہر اور بچوں کو پکارتی رہی۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر محلے کی بیبیاں بین کرتیں۔ کچھ عرصہ بعد اس کے بدن پر چیتھڑے رہ گئے۔ اور وہ بڑبڑاتے ہوئے برف کو کوس رہی تھی۔

ویران مکان کی طرف لوگوں نے جانا چھوڑ دیا کہ وہاں سے راتوں کو بچوں کی کلکاریاں سنائی دیتی تھیں۔ کشوری لال کے دل میں یہ ڈر بیٹھ گیا کہ راتوں کو قاسم اور اس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


کے بچّوں کی آتمائیں ویرانے کے آس پاس بھٹکتی رہتی ہیں۔ کہتے ہیں ریشماں کی درد بھری پکار سن کر کشوری لال کے چھوٹے بھائی نند لال نے چراغ جلایا تھا۔ اتنی بھیانک بر فیلی رات میں اس نے سوچا کہ کوئی چڑیل چیختے چلاتے گھوم رہی ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس کے دماغ میں خلل پیدا ہو گیا اور ایک دن ندی سے اس کی پھولی ہوئی لاش نکالی گئی۔ پیر سبز بادشاہ کا وظیفہ مکمل کرنے کے بعد جلال الدّین کو اس ویرانے میں قرار پکڑنے کا حکم ہوا۔

پھر ایک دن جلال الدّین نے حویلی کی ڈیوڑھی سے کشوری لال کی ارتھی نکلتے دیکھی۔ ایک مہینے کے بعد اپنی ماں کی چتا کو ست لال نے اگنی دکھائی۔

وقت کی ستم ظریفی دیکھیے کہ ڈر کی وجہ سے جس ویرانے کی طرف حویلی کی کوئی کھڑکی نہیں کھلتی تھی اسی میں کشوری لال کے بیٹے ست لال نے اپنے خاندان کے ساتھ پناہ لی۔ اس شام جب حویلی پر دھاوا بولا گیا تو بھیانک آوازوں سے پناہ گزینوں کی بوٹی بوٹی کانپ اٹھی۔ آگے آگے مشعلیں لئے مددگار پیچھے پیچھے بندوق بردار قبائیلی۔ حویلی کا کونا کونا چھانا گیا مگر نہ کافر ہی ملا نہ اس کا چھوڑا ہوا مال و زر۔

غصّے میں ان کے سردار نے دیواروں پر لٹکتی ست لال کے پرکھوں کی تصویروں کو خنجر کی نوک سے مسخ کیا۔ پھر اس نے ایک رضا کار سے بپھر کر پوچھا:

''اوئے خانہ خراب! کہاں ہے کافر؟''

رضا کار خوف سے تھر تھرانے لگا:

''خبر تو پکّی ہے خان صاحب کہ ابھی نکلے نہیں ہیں۔''

خان نے تڑخ کر کہا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



"زمین کھود کر نکالو خنزیر کی اولاد کو۔"

پھر چاروں طرف آدمی دوڑائے گیے۔ دور دور تک کھیتوں اور باغوں کا چپّہ چپّہ چھان مارنے کے بعد جب کچھ حاصل نہ ہوا تو تو ویرانے کو حصار میں لیا گیا۔ آوازیں سن کر ست لال اور اس کے افرادِ خانہ تھر تھر کانپ اٹھے۔ بچّوں کے تو خوف سے پاجامے گیلے ہو گئے۔ گلناز بی بی یہ دیکھ کر بے چین ہو اٹھی۔ کسی نے کہا:

"خبیثو! اندر جا کر دیکھو کسی کونے میں دبک کر بیٹھے ہونگے۔"

یہ سن کر گلناز گھبرائی۔ اپنے خاوند سے شکایت بھرے لہجے میں کہا:

"تم دیکھتے نہیں کہ وہ وحشی ہاتھ میں ننگی تلوار لیے چوکھٹ تک آ گیا۔ کیا تم معصوموں کے سر پر یہ تلوار گرتے دیکھ سکتے ہو۔ بچّوں کی موم جیسی گردن پر خنجر چلتے دیکھنے کی ہمت ہے تم میں؟ جلال الدّین تمہیں قسم اپنے رب کی انہیں بچانے کے لئے کچھ کرو۔"

جلال الدّین نے سرد آہ بھر کر کہا:

"گلناز! ہمیں آدم زاد کے معاملات میں دخل انداز ہونے کی اجازت نہیں۔"

یہ سن کر گلناز بی بی سے رہا نہ گیا اور اس نے منہ سے وہ بھیانک چیخ نکالی کہ حملہ آور کانپتے ہوئے بھاگنے لگے۔

آدھی رات کا سماں تھا کہ پتّوں کی کھڑ کھڑاہٹ سے گلناز بی بی چونک اٹھی۔ دیکھتی کیا ہے کہ ضیاء الدّین بغل میں پوٹلی دبائے ویرانے کی اور دبے پاؤں چلا آ رہا ہے۔ اس نے چوکھٹ پر رک کر ادھر ادھر دیکھا۔ جب اطمینان ہوا کہ دور دور تک کوئی نہیں تب ٹوٹا ہوا دروازہ ایک طرف رکھ کر اندر آیا۔ گری ہوئی دیوار کے ملبے کو پھاند کر سرگوشی میں ست لال کو آواز دی۔ ست لال نے آواز پہچانی اور چھلانگ لگا کر اس کے پاس پہنچا۔ گھبراہٹ سے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس کی سانس اکھڑ رہی تھی۔ بڑی مشکل سے پوچھا:

''ضیاالدّین! شہر کا کیا حال ہے؟''

ضیاءالدّین نے پوٹلی تھماتے ہوئے کہا:

''شہر گیا بھاڑ میں۔ پوٹلی میں مہتاب بیگم کے دو جوڑے ہیں۔ ایک مالکن کے لئے ایک بہو کے لئے۔ یہاں زیادہ دیر قرار کرنا اب مناسب نہیں۔ باہر بڑی ہڑبونگ مچی ہے ___ اگر کسی نے اگر ٹوہ لگائی تو غضب ہو جائے گا۔ میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔''

جاگیردار ست لال کی بیوی نے جو پوٹلی کھولی تو کپڑے اپنے شوہر کے منہ پر دے کر بولی:

''میں نہ پہنوں گی یہ کپڑے۔ ان سے گوالن کے جسم کی بدبو آ رہی ہے۔ میں تو الٹی کر کے مر جاؤں گی۔''

ست لال نے ڈپٹ کر کہا:

''زبان جل جائے تیری نامراد ___ ضیاءالدّین باہر سن رہا ہے۔ اگر مصیبت کی اس گھڑی میں اس نے بھی پیٹھ دکھائی تو اپنے ٹبر کے ساتھ قصائی کے کانٹے پر لٹکتی نظر آئے گی۔''

اس کی بیوی ارچنا دیوی نے کراہت سے کپڑے پہن تو لیے مگر زہر میں بجھا ہوا تیر چھوڑنے سے باز نہ آئی:

''ہائے بھگوان! یہ کیسا بجوگ پڑا۔ اب مجھے نوکرانی کا جوڑا پہننا پڑا۔ اس سے اچھا تو یہ تھا کہ میں اپنا منہ کالا کرتی ___ ہانڈی گلے میں ڈال کر پھانسی چڑھ جاتی۔''

ست لال نے غصّے میں اپنی بیوی کو چانٹا مارا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''ارے بد بخت! وہ باہر بیٹھا سب سن رہا ہے۔''

بچّوں اور بہو نے رونا شروع کیا۔ بڑے بیٹے نے روہانسا ہو کر باپ سے کہا:

''بھگوان کے لئے پتا جی آپ ہی خاموش ہو جایئے۔''

ست لال باہر جانے لگا۔ پلٹ کر اپنے بیٹے سے کہا:

''اس چڑیل کو سمجھاؤ کہ ضیاء الدّین کی بیگم کوئی اس کی نوکرانی نہیں۔''

باہر جو ضیاء الدّین کو دیکھا تو گردن ست لال کی جھک گئی۔ ضیاء الدّین اس کے پاس گیا۔ بولا:

''گردن جھکا کر اپنے نمک خوار کو شرمندہ نہ کیجیے۔''

یہ سن کر ست لال نے لپک کر اپنے خادم کو گلے لگا یا۔ دونوں کی سسکیاں سن کر گلناز بی بی رونے لگی۔

اگلی رات اندھیرے کے سفاک ماتھے پر ایک موہوم سی کرن چمک اٹھی۔ بندی برابر روشنی کے پیچھے ایک سہاگن کے سندور برابر امید۔ امید کا ہالہ پھیل کر سارے آسمان پر چھا گیا اور آسمان گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایک خاندان کے لئے راستہ بُننے لگا۔ پر اسرار تاریکی میں ایک کشتی لبِ ساحل، جیسے کسی حبشی حسینہ کے رخسار پر تل۔ ندی کا سینہ زخموں سے چھلنی۔ لگتا تھا سارا پانی زخموں کی آنکھوں سے بہہ کر دور سرحد کے اس پار کہیں سوکھ گیا ہے اور کشتی سیاہ رات کے مہیب ٹیلے کے سائے میں اونگھ رہی ہے۔ ضیاء الدّین نے لالٹین کی لو نیچی کر دی تھی۔ مدھم روشنی میں اس کے منہ سے سسکاری کے برابر پکار نکلی:

''جبّار!''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



جبّار نے پتوار سے کشتی کا فرش کھٹکا کر اپنے ہونے کا اشارہ کیا۔ سناٹے کو بھی معلوم نہ ہوا کہ کشتی کے پاس کتنے لوگ اپنی سانس روکے کھڑے تھے۔ ضیاء الدّین نے پوچھا:

''شعبان کہاں ہے؟''

جبّار نے کھونٹے سے کشتی کی رسّی کھولتے ہوئے کہا:

''نکلا تو میرے پیچھے پیچھے ہی تھا اچانک جانے کہاں کھو گیا۔ اندھیرے میں نظر نہ آیا۔ خوف سے پکار نہ سکا۔ میرے خیال میں سالے لنگڑے کی نیت ڈول گئی۔ سب مال و دولت جاگیردار کا لے کر بھاگ گیا۔''

یہ سن کر ضیاء الدّین سناٹے میں آیا۔ ست لال کے پاؤں تلے زمین کھسک گئی۔

ضیاء الدّین کفِ افسوس ملتے ہوئے بولا:

''غلط آدمی پر بھروسا کیا جبّار۔''

ست لال کو یقین تھا کہ شعبان ایسا دھوکا نہیں کرے گا۔ بولا:

''نہیں ضیاء الدّین! کسی مصیبت میں پھنس گیا ہوگا۔ آئے گا ضرور۔''

جبّار نے نسوار کی چٹکی منہ میں ڈالتے ہوئے کہا:

''اپنے آپ کو جھوٹا دلاسا نہ دو جاگیردار۔ میں تو کہتا ہوں کشتی میں بیٹھو۔ کب کہاں سے گھات پڑے معلوم نہیں۔ اور پھر بچ رہے تو روپیہ پیسہ اور سونا چاندی پھر آئے گا۔ جان بچی تو لاکھوں پائے۔''

ضیاء الدّین کا خیال بھی یہی تھا مگر کچھ کہہ نہ سکا کہ کہیں ست لال کو کچھ اور شک نہ ہو جائے۔ دبے لفظوں میں اس نے بھی اگرچہ جبّار کی تائید کی مگر ست لال کا یقین اٹل تھا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس نے اپنا فیصلہ سنایا:

"جبّار کو روانہ ہونے دو ضیاء الدّین۔ ہم شعبان کا انتظار کریں گے۔ اور پھر کشتی تو اس کے پاس بھی ہے۔ ہمیں کون سے خشکی کے راستے سے جانا ہے۔"

ست لال یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ندی کے پار سے ایک دردناک چیخ سنائی دی۔ گھبرا کر ست لال نے اپنے افرادِ خانہ کو کشتی میں بٹھایا۔

"نکل لو جبّار! ان کو لے کر فوراً نکل لو۔"

ست لال کو چھوڑ کر جب سب لوگ کشتی میں سوار ہوئے تو ضیاء الدّین جبّار کو سمجھانے لگا:

"سن جبّار! میری بات غور سے سن۔ صبحِ صادق کا دھندلکا چھانے سے پہلے اگر جھیل کو پار کیا تو سب بچ رہیں گے۔ دریا کے درمیان سے ادھر ادھر مت بھٹکنا۔ کوئی صدا دے تو پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔"

پھر اس نے ست لال کے کاندھے سے اس کی بندوق اتار کر اس کے بڑے بیٹے پران ناتھ کو سونپی۔ اور اسے ہدایت دی:

"پران ناتھ! حملے کی صورت میں ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔ اگر جبّار نے غداری کی تو اسے گولی سے اڑا دینا۔ اور ہاں اپنی ماتا سے کہو کہ اس کے سندور کی ڈھال ضیاء الدّین کا سینہ ہے۔"

یہ سن کر ست لال کی گھر والی رونے لگی۔ ہاتھ جوڑ کر بولی:

"ٹھہرو جبّار! میرے بھائی سے کہو کہ اگر بچ رہے تو راکھی کے دن چوکھٹ پر اس کا انتظار کروں گی۔ جو وہ آنے کا وچن دے تو ہی جاؤں گی۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ضیاءالدّین منہ ایک طرف کرکے سبکیاں بھرنے لگا۔ ست لال نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

”ضیاء! وعدہ کرکے اپنی بہن کو وداع کرو۔“

”وعدہ۔“

ضیاءالدّین کے منہ سے جیسے چیخ نکل گئی۔

کشتی روانہ ہوئی تو چھپ چھپ دل دھڑکنے لگے اور چھپاک چھپاک آنکھوں سے مینہ برسنے لگا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# شاہی فرمان

## فوج کو بلوائیوں کے ساتھ سختی سے نپٹنے کا حکم

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



وارث ملک نے مہاراجا کے سفیر سے شاہی فرمان لیا اور پڑھ کے ایک نفرت بھری نظر سفیر پر ڈالی۔ حاضرین کے چہروں پر فکر کی پر چھائیاں اور گہری ہونے لگیں۔ چودھری شجاعت علی نے بے تاب ہو کر پوچھا:

''وارث ملک! کیا فرمان ہے؟'' وارث ملک نے فرمان سفیر کے منہ پر مار کر نہایت حقارت سے کہا:

''تم لوگوں نے سلطنت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا ______ ہتھیار لگائے اور مہاراجا کے خلاف سست بکتے ہو۔ اس روش کو فوراً ترک کرو۔ اپنے ہتھیار ڈال دو۔ خود کو ہمارے سپاہیوں کے حوالے کر دو۔ ہم تمہارے ساتھ انصاف کا رویہ اختیار کریں گے۔ اگر حکم کی تعمیل نہ ہوئی تو جبر کی نوبت آئے گی جس کی تم تاب نہ لا سکو گے۔ ہم نے اپنی فوج کو بلوائیوں کے ساتھ سختی سے نپٹنے کا حکم دیا ہے۔''

''ہم بلوائی ہیں؟''

چودھری شجاعت علی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ سفیر سہم گیا۔ اس کی نظریں جھک

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



گئیں۔ چودھری نے اپنی شہادت کی انگلی سے سفیر کا سینہ ٹھونکتے ہوئے کہا:

''سکھم چند! ہم بلوائی ہیں؟ اور وہ اور اس کی سنگی بیوی امن کے پجاری؟ اس کے فوجیوں اور ''دھرم رکھشکوں'' نے ہماری بستیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ بچّے، جوان، بوڑھے بزرگ بے دردی سے قتل کر دیے۔ ہماری عورتوں کے دامنِ عصمت کو تار تار کر دیا۔ عبادت گاہوں کو اصطبل بنا دیا۔''

غلام حیدر خان نے چودھری کی بات کاٹتے ہوئے بلند آواز میں کہا:

''ساتھیو! یہ پیغام اس ظالم اور سفاک کے دربار سے آیا ہے جس کو اگر تم دیوتا بھی کہو گے تب بھی وہ ہمارا نام ونشان مٹا کر اپنا دھرم نبھائے گا۔ ہمیں اپنے لئے موت چننی ہے۔ عزت کی یا ذلت کی۔''

اس نے سرخ آنکھوں سے مجموعے کی طرف دیکھا۔ وہ دھاڑا:

''بولو! عزّت کی یا ذلت کی؟''

یہ سن کر سب حاضرین سناٹے میں آگیے۔ غلام حیدر خان اس علاقے کا باشندہ نہیں تھا۔ یہ پرجوش نوجوان مہاراجا کے سپاہیوں اور ''دھرم رکھشکوں'' کی وحشت اور دہشت سے بچ کر اس علاقے میں اپنے خاندان کے ساتھ پناہ لینے کی غرض سے آیا تھا۔ اس کی بات بہت سے لوگوں پر ناگوار گزری کہ وہ صلح صفائی سے معاملے کا حل چاہتے تھے۔

تبھی ایک اور نوجوان مجمعے کے بیچ سے کھڑا ہوا اور للکار کر بولا:

'فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے۔''

غلام حیدر نے نظروں سے نوجوان کے سراپا کو ٹٹول کر پوچھا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



”کیا فیصلہ کیا تم نے؟“

نوجوان نے فوراً نیام سے تلوار نکالی اور اسے ہوا میں لہراتے ہوئے بولا:

”ہمارا فیصلہ تلوار ہے۔ ہم ذلت کی موت قبول نہیں کر سکتے۔“

ہوا میں کئی تلواریں لہرائیں جن کی چمک سے سکھم چند کو جواب مل گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# فقیر حنان

تاریخ کا نصیر الدین طوسی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



بتیس دانتوں میں سے ایک میں درد ہوتو آدمی کا سارا بدن دکھنے لگتا ہے۔ پھر وہ سانس لینے سے بھی بلبلا اٹھتا ہے۔ کچھ ایسی ہی بے چینی اور جھنجھلاہٹ مہاراجا اور مہارانی کے دل میں پیدا ہوگئی تھی۔ اتنی بڑی فوج، پولیس اور ''دھرم سیوکوں'' کے ہوتے بھی وہ ''ادھرمیوں'' کی ایک بستی کو خالی کرانے میں ناکام ہوگیا تھا۔ مہارانی تو کچھ زیادہ ہی تلملا رہی تھی۔ اسی وجہ سے ان باغیوں کو کیفرِ کردا تک پہنچانے کے لئے مہاراجہ نے ادھم سنگھ کو بلا بھیجا۔ ادھم سنگھ کو دیکھتے ہی مہارانی اس پر گرجنے لگی:

''ادھم سنگھ! کب تک؟ آخر کب تک یہ زہریلے سانپ اپنی بلوں میں چھپ کر پھنکارتے رہیں گے؟ کب تک ہمارے سورما ان کی پھنکار سن کر ایسے ہی ایک دوسرے پر گر پڑیں گے جیسے سپیرے کے ہاتھ میں لہراتا ہوا سانپ دیکھ کر بچے گھبرا کر ایک دوسرے پر گرتے ہیں۔ کیا مندروں کی گھنٹیوں کی کھنک سے ہمارے سورما اتنے مست ہو گئے ہیں کہ تلواروں کی کھچا کھچ بھول گیے۔ کیا ہمارے گھڑسوار تلواریں اصطبل کی دیوار پر لٹکا کر اپنے گھوڑوں پر کھریرا پھیر رہے ہیں؟ کیا ہمارے پیادوں کے نیزوں پر زنگ لگ گیا ہے اور وہ ناخنوں سے ان کی گھٹائی کر رہے ہیں؟ کیا ہماری بندوقوں کو لقوہ مار گیا ہے اور ان کے ٹیڑھے منہ سے بارود کے لقمے گر رہے ہیں؟ کیا ہم نے افسروں کے سینے پر بہادری کے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



تمغے اس لئے لگائے ہیں کہ وہ زنانوں کی طرح بے تکی باتوں پر ہنس کر انہیں کھنکاتے پھریں؟ اور کیا ہمارے ''دھرم رکھشک'' ''ادھرمیوں'' کی عورتوں کے ساتھ ہم بستری کر کے اپنی مردانگی پاجاموں میں تہہ کر کے ستا رہے ہیں؟''

ادھم سنگھ بڑی خاموشی سے یہ سب سن رہا تھا۔ اس کے خیال میں مہارانی کا غصّہ جائز تھا۔ مہارانی کو لگتا تھا کہ اس کے دشمن اس کے سینے کو مسل رہے ہیں اور وہ بے بسی سے دیکھ رہی ہے۔ مہاراجا کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ جلد سے جلد اس مسئلے کو نپٹانا چاہتا تھا۔ اس نے ادھم سنگھ کو ڈانٹتے ہوئے کہا:

''کچھ کہتے کیوں نہیں ادھم سنگھ۔ تمہاری خاموشی کو ہم کس بات سے تعبیر کریں؟''

ادھم سنگھ ایک شیطانی منصوبہ لے کر آیا تھا۔ ایک ایسا منصوبہ جس پر عمل کرنے سے سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ بولا:

''مہاراج! آپ کے جاں نثار اپنے سر ہتھیلی پر لیے تیار ہیں۔ آپ کے سپاہیوں کے جوتے سانپوں کے پھن کچلنے کے لئے بیتاب ہیں۔ تلواریں گردنوں پر گرنے کے لئے مچل رہی ہیں۔ نیزے آپ کے دشمنوں کے سروں کا بار اٹھانے کے لئے اچک رہے ہیں۔ بندوقوں کی گولیاں سینوں میں خون کے درے کھولنے کا خواب دیکھ رہی ہیں۔ مگر اس علاقے میں پیش قدمی کرنا مناسب نہیں۔''

مہاراجا پر یہ بات ناگوار گزری۔ اس کی تیوری پر بل پڑتے دیکھ کر ادھم سنگھ ذرا سا گھبرایا مگر فوراً سنبھل کر بات آگے بڑھانے لگا:

''مہاراج! مناسب اس لئے نہیں کہ وہ کوئی بھانڈ نہیں کہ ہم نے طبلِ جنگ پر چوب ماری اور تھاپ پر تھرکتے ہوئے اپنی بندوقیں اور تلواریں ہوا میں لہرائے اپنی کمین

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



گاہوں سے نکل کر ہمارے قابو میں آجائیں گے۔ وہاں جو بھری بندوقیں ہیں ان کی نال کوئی پھنکنی نہیں کہ اٹھا کر بچوں کو ڈرایا۔ جو تلوار ہے وہ کوئی ناگ پھنی نہیں کہ ہاتھ پھیلایا اور جڑ سے اکھاڑ دیا۔"

مہاراجا نے ادھم سنگھ کی بات کاٹتے ہوئے غصّے میں کہا:

"ادھم سنگھ! آج تمہارے سست اور بے جان لفظوں کے لئے ہمارے پاس کوئی نذرانہ نہیں۔ کیا خلاصہ تمہارے بیان کا یہ تصوّر کیا جائے کہ ہم بزدلوں کی طرح اپنی بغلیں کھجاتے رہیں اور ہمارے دشمن ہمارے لئے مخول کا ذریعہ بن جائیں۔"

ادھم سنگھ نے مہاراجا کے بپھرے ہوئے تیور دیکھ کر مہارانی کی طرف دیکھا۔ مہارانی نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ ادھم نے نظریں جھکا کر تلوار کے دستے پر مضبوطی سے ہاتھ رکھا۔ جھجکتے ہوئے بولا:

"اس سے پہلے کہ مہاراج کا یہ اندیشہ سچ ثابت ہو ادھم سنگھ اپنا سر کاٹ کر ان کے چرنوں پر ارپن کرے گا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

مہاراجا غصّے سے کانپتے ہوئے بولا:

"کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ یہ گنجلک کی بات ہمیں نہ سناؤ۔"

ادھم سنگھ سہمتے ہوئے بولا:

"مہاراج! نیزہ اگر بانبی میں گھس نہیں سکتا سانپ تو باہر آسکتا ہے۔"

مہاراجا بھڑک اٹھا:

"ادھم سنگھ! کیا تم بھول رہے ہو کہ تم کہاں ہو؟ کس سے گفتگو کر رہے ہو؟ تمہاری

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس جگت بازی کو ہم اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ اپائے بتاؤ اپائے کیا ہے۔''

ادھم سنگھ مہاراجا کی بے چینی سمجھ سکتا تھا وہ بہت سوچ سمجھ کر اپنے منصوبے کو کے کر آیا تھا۔ بولا:

''مہاراج! اپائے محفوظ راہداری ہے۔''

یہ سنناتھا کہ مہارانی غصے سے آگ بگولا ہوگئی۔ کانپتے ہوئے کہا:

''ادھم سنگھ! تمہاری عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں؟ تم چاہتے ہو کہ یہ ملیچھ مہارانی کے آنچل کو روند کر نکل جائیں اور جس سینے سے اس نے شیروں کو دودھ پلایا ہے اسے اپنے بازوؤں سے ڈھک کر وہ زمانے کے سامنے شرمسار ہو کر کھڑی ہو جائے ______ لعنت ہے۔''

ادھم سنگھ نے نیام سے تلوار کھینچ کر کہا:

''مہارانی کے شیروں پر شیروں والی ماتا کی مہر ہو۔ شیر پیاسے ہرن کا شکار کرنے کے لئے ندی کے کنارے پر بہتر گھات لگاتا ہے۔ محفوظ راہداری کے ساتھ سرحد پار کرانے کا وعدہ محض ایک جھانسا ہوگا۔ ایک بار یہ بنا اودھم مچائے اپنی کمین گاہوں سے نکل آئے پھر دیکھیے کہ گھات میں بیٹھے آپ کے ''سیوک'' خون کی کیسی ہولی کھیلیں گے۔ اگر ان میں سے ایک کے سینے میں بھی سانس بچ گئی تو جس تلوار سے میں نے ان ادھرمیوں کے خون سے تلک لگا کر ان کے وناش کی سوگند لی ہے اسی سے اپنی گردن کاٹ کے آپ کے چرنوں میں ڈال دوں گا۔''

مہاراجا غوطے میں پڑ گیا۔ بولا:

''منصوبہ تو صحیح لگ رہا ہے مگر انہیں اس بات پر آمادہ کون کرے گا۔ کیا اب بھی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اعتماد کی کوئی وجہ باقی ہے؟''

ادھم سنگھ کی شیطانی آنکھیں چمک اٹھیں۔ بولا:

''ایک وجہ باقی ہے ـــــ فقیر خان۔''

مہاراجا نے کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کیں۔ کچھ سوچا پھر پوچھا:

''مگر ادھم سنگھ! فقیر خان اپنے لوگوں کے خلاف ہونے والی اس سازش کا حصہ بننے پر کیسے آمادہ ہوا؟''

ادھم سنگھ نے تلوار نیام میں ڈالتے ہوئے کہا:

''مہاراج! سام، دام، ڈنڈ، بھید اڑیل سے اڑیل آدمی کو بھی زیر کر سکتے ہیں۔ فقیر خان کس کھیت کی مولی ہے۔ اس کے ساتھ معاملہ دام پر ہی نپٹ گیا۔''

اس سے قبل کہ مہاراجا کچھ بولتا مہارانی نے حکم صادر کیا:

''آگے بڑھو ادھم سنگھ! آگے بڑھو۔ فقیر خان اس خدمت کے لئے جو انعام چاہتا ہے دیا جائے گا۔''

ایک بھیانک قہقہے سے دیواروں پر لگی ہوئی مہاراجا کے پرکھوں کی تصویریں چونک اٹھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے مہارانی کے بدن میں ہلاکو کی بیوی دوقوز کی آتما گھس گئی اور قتل وغارت کی یہ دیوی اپنی تشنگی اور گرسنگی دور کرنے کے لئے منہ پھیلائے آگے بڑھ رہی ہے۔

آدھی رات کو دور افق پر گلابی جاڑے کا چاند تاریخ کا ایک ورق آنکھوں پر رکھ کر سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس پر لکھا تھا:

''فدائیوں نے سخت مدافعت کی۔ دن بھر سخت لڑائی ہوئی۔ آدھی رات کو غلام

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



نے آقا سے غداری کی ۔خواجہ نصیر الدّین طوسی نے جان کی امان کے عوض قلعے کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا۔ ہلاکو خان نے فوراً خواجہ کو امان دی۔آدھی رات گزرتے ہی قلعہ الموت کا دروازہ کھل گیا۔"

چاند سو گیا اور تاریخ جاگ رہی تھی کہ اسے کل خون کی نئی ہولی دیکھنی تھی۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



# ہیبت خان

بندوق کی نال کی حرارت سے سکون پانے والا پٹھان

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



پورے علاقے میں ضیاء الدّین کی اپنے چھوٹے بھائی مولوی غیاث الدّین کے تیئں محبت، شفقت اور عزت کی مثال دی جاتی تھی۔ پچیس برس کا ضیاء الدّین ناخواندہ تھا مگر جاہل ہرگز نہیں۔ علم اور عالم کی قدر خوب جانتا تھا۔ چھوٹے بھائی کی رومی ٹوپی کا پھندنا ہلتا تو ضیاء الدّین کا دل خوشی سے بلیوں اچھلتا۔ لگائی لتری کرنے والے کم نہ تھے۔ دونوں بھائیوں کے اتحاد کو حسد کی نگاہ سے دیکھنے والے ہر چند ان کے رشتے میں دراڑ ڈالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے تھے مگر پتھر کی لکیر کو جتنا مٹانا چاہو اتنی ہی صاف ہو کر نمایاں ہو جاتی ہے۔

سیدھا سادا ضیاء الدّین زمانے کی اینچ پینچ اور گورکھ دھندہ کچھ نہ سمجھتا۔ کبھی ٹھوکر کھاتا تو بیس برس کا چھوٹا بھائی سمجھاتا کم ڈانٹتا زیادہ تھا۔ مولوی غیاث الدین کی ڈانٹ ڈپٹ سے ضیاء الدّین کی گھر والی مہتاب بیگم تلملا کر کہتی:

''مولوی تمہارا چھوٹا بھائی ہے۔ میں یہ کب کہتی ہوں کہ اس کی عزت نہ کرو۔ اس سے محبت اور مروت کا معاملہ نہ رکھو۔ مگر اتنا دبتے رہو گے تو کسی دن جوتے لے کر چھاتی پر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



سوار ہو جائے گا۔"

یہ باتیں سن کر ضیاء الدّین بگڑ بیٹھتا۔ خوب جب بک جھک ہوتی تو گھر سے بھاگ جاتا اور کئی دن تک لوٹ کے نہ آتا۔ اندر اندر مولوی بھی اپنے چھوٹے بھائی سے از حد محبت کرتا تھا۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ علم جو انسان کو عاجز بنا کر خاک میں ملاتا ہے پھر کسی بدنصیب کو اسی علم سے برتری کا احساس ہو جاتا ہے۔

برتری کا یہی احساس انا کی دیوار کو سیسہ پلاتا ہے اور انسان جو اپنی ذات کے گرد یہ دیوار کھینچتا ہے تو اس کے پار اسے کوئی اور صورت نظر نہیں آتی، کوئی صدا سنائی نہیں دیتی۔ مولوی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ جس دل سے بڑے بھائی کو محبت کرتا تھا اس میں کبھی عزت کا دریچہ نہ کھولا۔

یہی محبت اس وقت خون کے آنسو رونے لگی جب ایک قبائیلی ہیبت خان نے ضیاء الدّین کے سینے پر اپنا بھاری بھرکم پاؤں رکھا۔ ہیبت خان ایک مونڈھے پر بیٹھا غرا رہا تھا۔ مہتاب بیگم نے جب چیخم چاخ مچائی تو باشندے اس علاقے کے سینہ کوٹتے ہوئے گلی کوچوں سے امنڈ امنڈ کر آئے۔ پٹھان نے اپنے چاروں طرف ہجومِ خلق دیکھا تو تڑخ کر بولا:

"ادھر تم لوگ پنڈلیاں کھجاتے اپنے والد کی میت میں آئے ہو؟"

اس نے بندوق ہوا میں لہرائی:

"ہٹو، دفع ہو یہاں سے۔"

لوگ ڈر کے مارے پیچھے ہٹتے ہٹتے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ پٹھان بندوق کی نال غیاث الدّین کے پہلو میں گھسا کر اسے گدگدانے لگا۔ غیاث الدّین کے چہرے پر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



بے بسی دیکھ کر پٹھان کے منہ سے ٹھہا کا نکلا۔ اس پر اس کے ساتھی بھی ہنسنے لگے۔ ہیبت خان اپنی ہنسی روکتے ہوئے بولا:

"کیا نام بولا تھا تم نے؟ ہاں غیاث الدّین۔ مولوی غیاث الدّین۔ تو غیاث الدّین تمہارے بھائی کے سینے پر پاؤں رکھ کر ہیبت خان پوچھتا ہے کہ اس خانہ خراب نے کافر کو کس بل میں ٹھونس کے رکھا ہے۔ ابھی میں پیار سے پوچھتا ہوں اگر مجھے غصّہ آ گیا تو اس کی اگلی پچھلی پسلیاں پنجہ لڑانا شروع کریں گی۔"

پھر وہ بھیڑ سے مخاطب ہوا:

"اوئے بدبختو! ہم گھاس پھوس کے شوربے سے انتڑیوں کو غسل دینے والے بنئے یا کنجڑے نہیں پٹھان ہیں پٹھان۔ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر پہاڑ کے ہیبت ناک درّوں میں جنگلی بکروں کا شکار کرنے والے پٹھان۔"

پھر اس نے اپنی اکڑی ہوئی گردن بمشکل غیاث الدّین کی طرف موڑ کر کہا:

"غیاث الدّین تم کبھی ادھر آ کر ان درّوں کو دیکھنا۔ واللہ وہ چکّر آئیں گے کہ ساری عمر حاملہ خاتون کی طرح الٹیاں کرتے پھرو گے۔ سن غیاث الدّین ہماری بندوق سے نکلی ہوئی گولی سے جب دشمن کے سینے میں آگ کا شعلہ لپک اٹھتا ہے تو ابلتے ہوئے خون سے زیادہ ہمیں اپنی بندوق کی نال کی حرارت سکون بخشتی ہے۔ ہماری تلوار مست سانڈ کی گردن ایک ہی وار میں بھٹا سی اڑا دیتی ہے۔"

اس نے چپل سے دایاں پاؤں باہر نکال کر انگوٹھا ہلایا۔ پھر بولا:

"تمہارے بھائی کی گردن تو چلغوزے کے چھلکے سے بھی پتلی ہے۔ اسے تو میں اپنے پاؤں کے ناخن سے ہی کاٹ سکتا ہوں ـــــ سمجھاؤ اپنے برادر کو سمجھاؤ، ورنہ اگر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



میں مونڈھے سے اٹھا تو اس کے پھیپھڑے ٹوٹی ہوئی پسلیوں کی نوک سے چھلنی بن جائیں گے ــــــ تم وہ چھلنی لے کر اس سے آٹا چھاننا اور میرے لئے روٹی بنانا ــــــ ایک بات کہو غیاث الدّین! تم نے دیکھا ہے جب غبارے کی مروڑی ہوئی گردن کے پیچ کھلتے ہیں تو کیسے پُھس سے ہوا نکلتی ہے۔ اب ایسے ہی تمہارے برادر کے سینے میں پھنسی ہوئی آخری سانس نکلے گی ــــــ اوئے بدبختو! تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ ہم تمہارے سیب کے باغوں سے طوطے اڑانے کے لئے بندوق لے کر آئے ہیں۔"

یہ غل غپاڑہ سن کر ضیاء الدّین کا جگری دوست حیات محمد وہاں پہنچا۔ پہلے بھیڑ کے پیچھے سے اچک اچک کر دیکھنے لگا کہ کیا ماجرا ہوا ہے جو یہ لوگ جھلڑ بنا کر کھڑے ہیں۔ جب دیکھا کہ ضیاء الدّین پٹھان کے چنگل میں پھنسا کراہ رہا ہے تو رہا نہ گیا۔ اپنی مخصوص مسخروں والی چال میں لہراتے بل کھاتے چل کے ہیبت خان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ہاتھ ماتھے پر چپکا کر سیلوٹ کیا:

"سلام علیکم خان بھائی!"

پٹھان کی گرن تو اکڑی ہوئی تھی۔ نہایت ناگواری سے گردن اٹھا کر پوچھا:

"تو کون ہے خر بچہ؟"

یہ سن کر حیات محمد کو اپنے دادا کی یاد آئی۔ حیات جب پیدا ہوا تھا تو کہتے ہیں کہ اس کے جسم پر بہت سارے بال دیکھ کر اس کے دادا نے پیار سے اسے چمکارتے ہوئے کہا تھا کہ ریچھ کا بچہ ہے تُو۔ پھر جب تک دادا زندہ رہا اسے ریچھ کا بچہ کہہ کر پکارتا۔ حیات محمد نے سوچا کہ ہیبت خان نے بھی دلار سے خر بچہ کہا۔ بولا:

"خان بھائی! میں حیات محمد ولد ولی محمد ساکن ــــــ"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



خان نے بندوق کی نال اس کی طرف کر کے اسے ٹوکا:

''او بد بختا! میں تیرا نام پوچھتا ہوں نامہ ٔ عیال نہیں ______ اچھا یہ بتا اس آدمی کو جانتا ہے؟''

حیات محمد نے مصافحہ کے لئے جو ہاتھ ہیبت خان کی طرف بڑھایا تھا اسے پیچھے کرتے ہوئے بولا:

''یہ ضیاء الدّین ہے۔ میرا دوست۔''

ہیبت خان نے ماتھے پر تیوری چڑھا کر پوچھا:

''اچھا یہ بتا تیرا دوست ست لال کو جانتا ہے؟''

حیات محمد سمجھ گیا کہ خود مصیبت مول لی۔ ڈر کے مارے اس کا گلا سوکھنے لگا۔ تھوک نگلنے لگا۔ خان نے غصّے سے پوچھا:

''چپ کیوں ہے خانہ خراب! جانتا ہے کہ نہیں جانتا؟''

حیات محمد نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا:

''جی جانتا ہے۔ بالکل جانتا ہے۔''

ہیبت خان نے لہجہ نرم کر کے کہا:

''اچھا یہ بتا۔ یہ تیرا دوست ست لال کو جانتا ہے، تو تُو بھی جانتا ہوگا۔''

حیات محمد کچھ دیر کے لئے ہڑبڑایا۔ لڑبڑا کر بولا:

''جی جانتا ہوں۔''

یہ سنتا تھا کہ ہیبت خان نے ضیاء الدّین کے سینے سے پاؤں ہٹایا اور حیات محمد کا گریبان پکڑ کر اسے بے تحاشا تھپڑ مارنے لگا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



"بول کہاں چھپایا ہے کافر کو؟ بول ورنہ کان میں بندوق کی نال گھسا کر بھیجا اڑا دوں گا۔"

ہیبت خان کی دیکھی دیکھی اس کے ساتھی بھی حیات محمد پر پل پڑے۔ اس افراتفری میں ضیاء الدّین چھوٹ گیا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

غلام شاہ

سکھ فوج لے کر گھات میں بیٹھے ہوئے جنگ سنگھ کا ہم شکل

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



غلام شاہ نے ڈاڑھی منڈوائی ـــــ یہ سن کر لوگ ششدر رہ گئے۔ اس کا ڈھاٹے میں منہ چھپانا ڈاڑھی منڈوانے سے زیادہ وجہِ تمسخر بنا۔ ستم ظریفوں کی کمی نہ تھی۔ کسی نے کہا ڈاڑھی منڈوانے سے شاہ کی صورت نکل آئی ہے۔ کوئی بولا کہ ہائے ظالم کیسا نازنین چہرہ گھونگٹ میں چھپائے پھرتا ہے۔ غرض جتنے منہ اتنے تیر۔ البتہ تنک مزاج تھا لہٰذا کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وجہ پوچھے۔ بارے جب اس باب میں تحقیق ہوئی تو انکشاف ہوا کہ قبائیلوں کے ڈر سے منہ پر استرہ پھیروایا ہے۔

ہوا یوں تھا کہ قبائیل سکھوں کے سرغنہ سردار جنگ سنگھ کی تلاش میں مرے جا رہے تھے۔ کسی بدخواہ نے انہیں خبر دی تھی کہ جنگ سنگھ سکھوں کی فوج لے کر کہیں گھات لگا کر بیٹھا ہے۔ موقعہ ملتے ہی دھاوا بول سکتا ہے۔ یہ خبر بھی تھی کہ جنگ سنگھ اپنی ڈاڑھی کھولے مسلمانوں کے بھیس میں پٹھانوں کی سن گن لے رہا ہے۔ چنانچہ جنگ سنگھ کے اشتباہ میں کئی لوگوں کی جانچ پڑتال ہوئی۔ اسے بدنصیبی ہی کہیے کہ غلام شاہ کی صورت جنگ سنگھ سے ملتی تھی۔ چنانچہ ایک دن مخبر نے اس کی بھی نشاندہی کر دی۔ کہتے ہیں ابتدائی تفتیش تو پٹھانوں نے خود ہی کی مگر جب وہ مطمئن نہ ہوئے تو چوک والی مسجد کے پیش امام کو بلا بھیجا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کہ جانچ کے بتا مسلمان ہے کہ جنگ سنگھ۔ امامِ مذکورہ کے غلام شاہ کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے اس پر بھی پٹھانوں کے بیم سے اس طور پر تفتیش کی کہ دورانِ تفتیش غلام شاہ کو کئی بار خود شبہ ہوا کہ کہیں سچ مچ میں وہی جنگ سنگھ تو نہیں۔ کئی دن ڈر کی وجہ سے روپوش رہا۔ کمین گاہ سے نکلا تو ڈاڑھی صفاچٹ تھی۔

بیوی اس کو گھر کی دہلیز پر دیکھ کر بھونچکی رہ گئی۔ پوچھا:

"ڈاڑھی کہاں ہے؟ اور اتنے دن کہاں غائب رہے؟"

غلام شاہ نے آستین سے منہ ڈھانپ کر کہا:

"منڈوادی ____ اب اور اس بارے میں پوچھا گچھی نہ کر۔"

بیوی نے حیرت سے پوچھا:

"مگر کیوں؟ کیوں منڈوائی؟"

غلام شاہ آواز نیچی کر کے بولا:

"ارے احمق عورت! کسی سالے نے بولا ہی نہیں کہ میری صورت جنگ سنگھ سے ملتی ہے۔"

بیوی نے پریشان ہو کر پوچھا:

"جنگ سنگھ؟ کون جنگ سنگھ؟ یہ کیا اول فول بک رہے ہو؟"

اس نے بیوی کے منہ پر ہاتھ دھر کر کہا:

"دھیما بول بیوقوف! جنگ سنگھ کا تو نام بھی زبان پر مت لا ____ سالا خود تو مرے گا، مجھے بھی مروائے گا۔ چل پرے ہٹ چوکھٹ سے۔"

یہ قصہ ماسٹر نیاز محمد سے سن کے مولوی غیاث الدین ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ہو رہا تھا۔ آستین سے آنسو پونچھ کر بولا:

''بیچارا غلام شاہ ـــــــ ماسٹر جی! اگر پٹھانوں کو خبر ملے کہ جنگ سنگھ ڈاڑھی منڈوا کر دندناتا پھر رہا ہے تب تو غلام شاہ کی اور سخت تفتیش ہوگی۔''

اس بات پر دونوں نے قہقہہ لگایا۔

ادھر ضیاء الدّین بے چینی سے اس محفل کے برخاست ہونے کا منتظر تھا۔ بارے جب ماسٹر رخصت ہوا تو ضیاء الدّین نے مولوی کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ چوکھٹ پر ہی رک گیا۔ مولوی نے پوچھا:

''بولو کیا ہے؟''

ضیاء الدّین نے چھوٹے بچے کی طرح دیوار کی مٹی کھرچتے ہوئے کہا:

''وہ مولوی صاحب آپ اپنا گھوڑا دیتے تو ـــــــ''

مولوی غصّے سے لال پیلا ہوگیا۔ بولا:

''کیوں ست لال کی بارات نکالنی ہے؟ ارے ان پڑھ، جاہل، عقل کے دشمن ست لال کی مدد کا انجام جانتے ہو؟ خدا کی قسم ننگا کر کے چوک میں لٹکائیں گے۔ کھولتا پانی ڈال کے چمڑی اتار دیں گے۔ خود تو پھانسی چڑھ ہی جاؤ گے ہمیں بھی ساتھ میں لٹکاؤ گے۔''

یہ سن کر مہتاب بیگم گھبرائی۔ مولوی کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا:

''مولوی! اٹھ کے چار جوتے مارو اس نادان کے سر پر مگر خدارا مدھم بولو۔ بات باہر نکلی تو قیامت برپا ہوگی۔''

مولوی کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگیا پھر لہجہ نرم کر کے مہتاب بیگم سے کہا:

''اس سے پوچھو کہ کہاں چھپا کر رکھا ہے ست لال کو۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



مہتاب بیگم نے اپنے شوہر کو جھنجوڑتے ہوئے پوچھا:

"بت بنے کیا کھڑے ہو۔ کہتے کیوں نہیں؟"

ضیاء الدین نے بھول پن سے کہا:

"نہیں بتا سکتا۔"

اس پر مولوی تلملا اٹھا۔ منمناتے ہوئے بڑے بھائی کا تمسخر اڑایا:

"نہیں بتا سکتا۔"

پھر مہتاب بیگم سے مخاطب ہوا:

"لاٹ صاحب سے کہو کہ اصطبل سے گھوڑا نکال کے اس بلا کو ہمارے سروں سے ٹال کے آئے ____ ہونہہ مثل ہے کہ آندھی میں ہاتھی لرز رہے ہیں اور بوڑھی اماں نکلی سوت کاتنے بیٹھی ____ احمق کہیں کا۔"

ضیاء الدّین گردن جھکائے جانے لگا تو مولوی نے ٹوکا:

"رک جاؤ۔ کہاں جاؤ گے؟"

ضیاء الدّین مہتاب بیگم کی طرف دیکھ کر بولا:

"اصطبل میں۔"

مولوی نے دانت پیستے ہوئے کہا:

"مجھے ایک بات بتاؤ۔ جب عقل بانٹی جارہی تھی تم نسوار منہ میں پھانک کے اونگھ رہے تھے؟ یہ کوئی وقت ہے نکلنے کا۔"

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# ست لال

## کمین گاہ سے محفوظ مقام تک

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



◆

اندھیرا ہوا تو ضیاء الدّین گھوڑے کی راس پکڑ کر رکاب میں پاؤں رکھنے لگا کہ مہتاب بیگم نے گھوڑے کی ایال پر پیار سے ہاتھ پھیر کر پوٹلی تھمائی:

''لو سنبھالو اسے۔ روٹیاں ہیں۔ کیا معلوم کتنے دن بھٹکنا پڑے۔''

ضیاء الدّین نے پوٹلی زین پر رکھتے ہوئے پوچھا:

''مولوی اندر ہی ہے؟''

''نہیں۔''

مولوی کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ مولوی نے گھوڑے کو چمکارتے ہوئے کہا:

''مجھے تو اسی وقت شک ہوگیا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے جب وہ سانڈ تمہارا گریبان پکڑ کر ست لال کے بارے میں تم سے پوچھ تاچھ کرنے لگا تھا۔ میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں تم دھمکی میں آ کر کچھ اگل نہ دو ــــــ سن ضیاء شہر کی سڑکوں پر خطرے منڈلا رہے ہیں۔ اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ تین کوس تک دریا کا کنارہ پکڑ کر ناک کی سیدھ میں چل کے درد پورہ پہنچ جاؤ۔ وہاں گاؤں سے پرے ہی چکر کاٹ کر خیر پورہ کے کھیتوں سے ہو کر دھمال پورہ کی طرف نکلو جہاں پہاڑی کے دامن میں مددگاروں کی ایک ٹولی موجود ہے۔ بس اسی جگہ ست لال کو وداع کر کے واپس لوٹنا۔ ست لال کے سر پر اپنی دستار رکھنا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



راستے میں اسے کلمہ یاد کرانا۔ کسی گاؤں میں مت اترنا ـــــ اب نکلو بھی خدا حافظ۔"

ضیاءالدّین نے گھوڑے کی لگام کھینچی۔ پیچھے مڑ کر مولوی سے کہا:

"مہمان کو کھانا دے کر فوراً پلٹنا ـــــ مہتاب گھر میں اکیلی ہے۔"

یہ سن کر مولوی سناٹے میں آ گیا۔ ضیاءالدّین نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی:

"ست لال کو میں نے اور حیات محمد نے خیر الدّین کے گھر میں چھپا کے رکھا ہے ـــــ اسے سب کلمے میں نے یاد کرائے ہیں۔"

مولوی غیاث الدّین کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اسے لگا جیسے ضیاء نے اس کی چوری پکڑ لی۔ اس نے مہتاب بیگم کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ مہتاب بیگم مسکراتے ہوئے بولی:

"اتنا بھی ننھا نہیں تمہارا بھائی جتنا تم سمجھتے ہو۔ جس رات وہ مظلوم لڑکی روتے بسورتے چوکھٹ پر تم سے پناہ کا سوال کر رہی تھی، ضیاء جاگا ہوا تھا۔ اور جب تم اسے باہر لے کر گئے تو چھپتے چھپاتے تمہارا تعاقب کیا۔ وہاں سے لوٹا تو بولا: "بزدل ہے مولوی ـــــ ایک دم بزدل۔ اس بیچاری بے سہارا لڑکی کو سیب کے باغ میں لے جا کر ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں چھوڑ آیا۔" میں نے پوچھا تم کاہے کو پیچھے پیچھے گئے؟ بولا: "انسان کی نیت دولت اور عورت کو دیکھ کر کب بگڑ جائے، پتہ نہیں ـــــ اور جو مولوی کی نیت میں کھوٹ آ جاتا تو قسم بابا کی قبر کی ادھر ہی ڈھیر کر دیتا ـــــ روز تو پوچھتا ہے کہ ادھر کھانا گیا کہ نہیں۔ پھر جب تم لوٹ کے آتے ہو تب ہی سو جاتا ہے ـــــ مولوی! تم اسے کہیں چھوڑ کے کیوں نہیں آتے؟"

مولوی نے آہ بھر لی۔ بولا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



"نہیں بھابی ابھی حالات درست نہیں۔"

مہتاب بیگم کی آنکھیں ڈبڈبائیں:

"سچ کہتے ہو ـــــ میرا خدا اس نازک سی جان کی حفاظت کرے۔ اب یہ پوٹلی لو اور جاؤ۔ اس کھٹا پٹی میں آدھی رات گزر گئی۔"

مولوی نے دریا کے کنارے پر اچانک آسمان کی طرف دیکھا۔ چاند زرد ہو گیا تھا۔ جیسے وہ بھی کسی جھونپڑی میں چھپا ہوا ڈر سے کانپ رہا تھا۔ جیسے کوئی بچہ خزاں زدہ پتے کو اٹھا کر آسمان کے ماتھے پر تھوک سے چپکانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مولوی سوچنے لگا:

"کتنا دردناک ہے اپنی آنکھوں سے اپنی جان سے پیاروں کے گلے پر چھری چلتے دیکھنا ـــــ جب وہ بھاگی ہو گی تو کیا پہاڑ برابر غم کا بوجھ کاندھوں پر اٹھا کر بھاگ سکی ہو گی؟ شاید باپ کی شہہ رگ سے خون کا فوارہ چھوٹنے سے پہلے اس نے یہی سنا ہو گا:

"بھاگ بیٹی بھاگ ـــــ تمہیں اپنے بھائیوں اپنی ماں اور معصوم بہن کی سر کٹی لاشوں کی قسم ـــــ میرے تھرتھراتے ہوئے جسم کی زردی کا واسطہ ـــــ بھاگ اپنی عزت بچا ـــــ"

رات مولوی کی آنکھوں میں اتر کے بھیگنے لگی۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# بھورا

خون کا سمندر پار کر کے مالک کا حق نمک ادا کرنے والا کتا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



وہ حزن تھا، خاموشی تھی کہ دہشت ____ شام کے زینے سے کوئی ایسی چیز اتر رہی تھی جسے محسوس کرنے کے باوجود پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ نیلے آسمان میں پیلا چاند دیکھ کر اُسے لگا کہ پوری کائنات زہر کھا کے زرد پڑ گئی ہے۔ دور دور تک بادل ایسے بکھرے ہوئے تھے جیسے کسی نے آک کے ڈوڈے کو زور سے جھنجوڑ دیا ہو۔ اُسے باہر آ کر دیکھتے ہوئے بھورا لپک کے اُس کے قریب آیا۔ وہ اس کے پاؤں چاٹنے لگا ____ اور آسمان پر ایک ڈراؤنے خواب کی بنت شروع ہو گئی۔

بھورا ____ بھورے کا نام اس وجہ سے بھورا پڑ گیا کہ اس کا رنگ بھورا تھا۔

بھورا باؤلا ہوتا تو مہاراج کے پاؤں پر ڈھیر ہو کر انہیں ملتجی نظروں سے نہیں دیکھتا:

"مہاراج! یہ کتّا پاگل ہے ____ ہٹ جایئے۔"

ایک "بلوان لٹھ" ہاتھ میں لیے بھورے کی طرف بڑھا۔ مہاراج نے جھک کر بھورے کو چھو لیا۔ بھورا کے منہ سے جو آواز نکلی اسے سن کر مہاراج کو لگا جیسے اس کے کسی زخم میں ٹیس اٹھی۔ بھورا مہاراج کی گود میں چھپ گیا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



''بیٹا! راہ بھٹکنے والوں اور غیروں کی سرحد میں گھس پیٹھ کرنے والوں کو انسان ایسی ہی عبرت ناک سزا دیتے ہیں۔ منش بھی راہ سے بھٹک جاتا ہے ـــــ کسی اور سرحد میں گھس جاتا ہے مگر پرماتما اسے ڈنڈ نہیں دیتا ـــــ چھما کرتا ہے۔''

مہاراج کے یہ بول سن کر مشتعل ہجوم واپس لوٹا۔ مہاراج نے قدم بڑھائے تو بھورا ہانپتے ہوئے ہولے ہولے سائے کی طرح ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

پھر یہ ہوا کہ مہاراج جب ہون کے لئے کسی گاؤں سدھارتے تو بھورا ان کے لوٹنے تک صحن کی دیوار سے لگ کے ایسے پڑا رہتا جیسے زمین پر بھوری پڑی ہو۔ مہاراج کو دیکھنے پر وہ زمین کو اپنے پنجوں سے کھرچتے ہوئے زور زور سے بھونکنے لگتا۔ یہ اس کے شکوے اور احتجاج کا ڈھب تھا۔ پھر جب مہاراج اسے خوب چمکارتے تو بھورا خاموش ہو کر بھی کئی بار دیر تک ایسے بھونکتا جیسے کھانس رہا ہو ـــــ جیسے بتا رہا ہو کہ ابھی کچھ شکایت رہ گئی ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ بھورا نہ صرف مہاراج کی باتیں سنتا اور سمجھتا ہے بلکہ اس کی رسائی ان کی سوچ تک بھی ہے۔ رات کو مہاراج کروٹ بدلتے تو کھاٹ کی چج مچاہٹ پر بھورا بھونکنے لگتا۔

اور پھر وہ دن بھی آیا جب بھورے کے سامنے قبائیلوں نے مہاراج کا سر قلم کیا اور اس نے مہاراج کی عصمت کا دامن پکڑ کر خون کا ایک سمندر پار کیا اور وہ بوڑھا ہو گیا۔ دوسرے کنارے پر پاؤں رکھے تو اسے لگا کہ اس کے پنجوں میں خون کی بوندیں جم گئی ہیں جو شیشے کے ریزوں کی طرح اسے کاٹ کر مسلسل لہولہان کر رہی ہیں۔ بھورا مہاراج کی عصمت کو اداس نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو: ''اتنا مت رویا کرو۔''

پیڑوں کی شاخیں دیکھ کر اسے لگا جیسے کسی شریر بچے نے تصویر کے کچے رنگوں کو

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



دونوں ہاتھوں سے لتھیڑا ہو۔ اس تصویر کے پردے میں ایک عجیب اداسی کا رنگ ابھر آیا تھا۔ پرندوں نے چہچہانا بند کیا۔ وہ اپنے اپنے گھونسلوں میں اپنوں کے ساتھ جانے کیا باتیں کرتے ہونگے:

"پرندے رات کو کیوں نہیں چہچہاتے؟ شاید وہ انسانوں کو نیند میں خواب دیکھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور انسان ____ بندوق کی ایک گولی کے دھماکے سے ہزاروں پرندوں کے خواب توڑ دیتا ہے۔ رات کو جب پرندے کسی خوفناک آواز سے لرز کر بھرا مار کے اڑ جاتے ہیں تو ان کے بھراٹے میں کتنی دہشت ہوتی ہے۔"

یہ سوچ کے اس نے بھورے کی طرف دیکھا۔ تنہائی اور خوف جب حملہ کر کے انسان کو پسپا کرتے ہیں تو وہ اپنے قاتل سے بھی کہتا ہے:

"دو گھڑی میرے پاس بیٹھو ____ مجھ سے چار باتیں کرو۔ میری دو باتیں سنو ____ پھر جو مرضی وہ کرلو۔"

سورج ڈوب چکا تو دور افق پر ایک بادل لکیر کی طرح پڑا سرخی میں نہا رہا تھا۔ حالانکہ یہ رنگ خوف اور دہشت کا ترجمان ہے لیکن جب سارے رنگ بجھ جاتے ہیں تو خون کا رنگ بھی آنکھوں کو اچھا لگتا ہے۔ اس کے دماغ میں پھر کسی سوچ نے کروٹ لی:

"رنگوں کی اپنی ایک الگ دنیا ہے۔ جب مصور کسی مطلوبہ رنگ کی خاطر کئی رنگوں کو آپس میں ملا دیتا ہے تو کئی رنگ سانس لینا بند کرتے ہیں۔ کئی رنگ ایک رنگ بننے میں مصور کے منشا پر خود کو قربان کر دیتے ہیں۔ اپنا وجود مٹا دیتے ہیں۔ شاید عشق اور ایثار کا رنگ بھی ایسے ہی بن جاتا ہے۔ یہ بات آج تک کسی مصور کی سمجھ میں نہیں آئی ____ اور جو آتی تو ہر تصویر بولنے لگتی۔ قدرت نے کتنے رنگ تخلیق کیے مگر کبھی دو رنگوں کو آپس میں آمیز

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کر کے دونوں کے وجود کو مٹانے کا کام نہیں کیا۔ دھنک میں سات رنگ ہوتے ہیں۔ ہر رنگ اپنی انفرادی چمک دمک کے ساتھ اپنے چھیل چھبیلے وجود کی گواہی دیتا ہے۔ اور شام جب آتی ہے تو گویا رنگوں کی دنیا پر گھات پڑتی ہے۔ ساری رات رنگ سانس لینے کی کوشش میں ڈھبڈ باتے ہیں ـــــ ایسے جیسے ڈوبنے والا ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ کتنی دردناک ہوتی ہے یہ تڑپ۔

لیکن قدرت کے رنگ بڑے پکّے ہوتے ہیں۔ موسم انہیں مار ڈالتا ہے۔ لیکن یہ موسم کو مات دے کر پھر سے زندہ ہو جاتے ہیں ـــــ شاید اداس لوگوں کی آہوں کی جون میں۔"

پیاس سے اس کا گلا سوکھ رہا تھا۔ انسان کے پاس جینے کا وقت ہو تو زندگی کسی نہ کسی طور چلتی ہی رہتی ہے ـــــ ندی میں پانی ہو تو بہتی ہی رہتی ہے۔ اسے لگا کہ ندی غائب ہو گئی ہے اور اس کی جگہ ایک کالا ناگ پھنکارتے ہوئے بل کھا رہا ہے۔ پانی کے قلقل میں کتنی دہشت تھی ـــــ جیسے میدانِ جنگ میں ہزاروں تلواریں میانوں سے سَن سے نکل رہی ہوں۔ پانی میں کچھ خزاں زدہ پتے تیر رہے تھے جیسے سانپ کے جسم پر زرد زرد بندکیاں دمک رہی تھیں۔ اس نے پانی میں ہاتھ ڈالا تو اسے محسوس ہوا جیسے سلسلاتے سانپ کی چکنی کھال کو چھوا ہو۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ جھٹک کر منہ پر رکھ لیے۔ آنکھوں سے ایک اور ندی رواں ہونے لگی۔

افق کو دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ سرخ بادل کی لکیر اب سیاہ ہو کر بکھر گئی تھی۔ جیسے کوئی دیو دھنک کو روند کر پہاڑ پر براجمان ہوا ہو۔ دور گاؤں میں ٹین کے کنستر کھڑکنے لگے۔ خوف سے جب آواز حلق میں دب جاتی ہے تو ٹین کے کنستر کھڑکنے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



لگتے ہیں:

''ہوشیار! خبردار!! جاگتے رہو!!!''

''جاگتے رہو! جاگتے رہو!''

ہانک پکار کا سلسلہ شروع ہوا تو اس نے خود کو گھاس کے نیچے چھپالیا۔ دور سیار ہوں ہوں کرنے لگے۔ جھونپڑی میں ایک بے بس اور مظلوم انسان کا دل خوف کی وجہ سے دھک دھک کرر ہا تھا اور قدرت خاموش تھی۔ جیسے چوزہ چھبڑی کے نیچے تھر تھر کانپ رہا ہو اور سیار چھبڑی کی تیلیوں میں اپنے پنجے ڈال کے اسے اٹھانے کی کوشش کرر ہا ہو۔

ملگجا اندھیرا پیڑوں کے نیچے مٹی کے ڈھیلوں کی نوک پر پڑا کراہتے ہوئے دم توڑ رہا تھا۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# سیّد جمال الدّین

رکھوالوں کے پاؤں میں اپنی دستار ڈالنے والا بزرگ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



اس گاؤں سے دور بہت دور جنوب میں شام ہوئی تو پہاڑ کا سایہ ماں کی مہربان اوڑھنی کی طرح پھیلنے لگا۔ اچانک گلابی جاڑے کی ہوا کا ایک تیز اور تند جھونکا خوابوں کے پیڑ جھنجوڑ کے سَن سے گزر گیا۔ کتنے معصوم پتے ادھر ادھر بکھر گیے۔ ہانک پکار کا ایک سلسلہ یہاں بھی شروع ہوا۔ رات بیتی تو دہشت کا پہلا خنجر نئی صبح کے سینے میں اترا:

''حملہ آورو! خبردار ــــــ ہم سب ہیں تیار۔ سنو! سنو! مہاراجا ملک چھوڑ کے بھاگا ہے ــــــ وہ بزدل اپنی فوج اور کارندوں کے ساتھ فرار ہوا ہے۔ اب یہ ملک ہمارا ہے ــــــ کان کھول کر سنو اب یہ ملک ان کا ہے جنہوں نے جہلم میں خون کے چراغ جلا کر بہائے۔ حملہ آوروں کا ساتھ دینے والے غدار ہیں ان کا منہ کالا کر دیا جائے گا۔''

ایک اور منادی ہوئی:

''خبردار! درّوں سے جان بچا کر آنے والے پناہ گزینوں پر کڑی نظر رکھو۔ ان کی ٹولیوں میں حملہ آوروں کے مخبر بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کی بے بسی اور بے کسی ایک ڈھونگ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ہے۔ان کو پناہ مت دو۔ یہ ہمارے لہو کے چراغوں کی لو پر پاؤں دھر کے ہمیں اندھیرے کے دوسرے دور میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔"

ایک اور دہشت ناک آواز نے دل دہلائے:

"سنو! کل جن ظالموں نے ہماری چمڑی اتاری اب طاقت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔اب ہم ان کے جسموں کی کھال ادھیڑ دیں گے اور ان کی چربی سے چراغ جلا کر جہلم میں بہائیں گے۔"

پھر بغض وعناد کے یہ یزیدی کارندے رکھوالے بن گئے۔انتقام کا جذبہ آنکھوں میں لہو بن کر اترا۔فرضی ظالموں کو چوپالوں میں مشکیں کس کر مجرموں کی طرح کھڑا کیا گیا۔ پھر ایک بزرگ نے ایک رکھوالے کے پیروں میں اپنی ٹوپی ڈال دی:

"عبدالعزیز! تم میری بیٹی کو زبردستی بھگا کر لے گیے۔دھونس دھمکی سے اس کے ساتھ زناشوئی کا تعلق بڑھایا۔میری عقل پر پتھر پڑ گیے تھے بیٹا جو میں نے کوتوالی میں تمہارے خلاف رپٹ لکھوائی ـــــ میرے گناہ کی سزا میرے بیٹے کو مت دو۔اس بوڑھے کی عزت تمہارے پاؤں میں پڑی ہے۔تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ میرے بیٹے کی رسیاں کھول دو۔اس کی بوڑھی ماں غش کھا کے گر پڑی ہے۔کہہ دو تو اس کی اوڑھنی بھی تمہارے پاؤں میں ڈال دوں۔"

پھر ایک لات سے بزرگ زمین پر گر کے ڈھیر ہو گیا:

"چپ منحوس بوڑھے۔"

آسمان پر مقدس روحیں بین کرنے لگیں۔

پھر ایک گولی چلی اور گاؤں کی بہو بٹیاں دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے ڈرے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


کانپنے لگیں۔ رکھوالوں کی فوج کے ایک دستے کا سیاہ سالار گرجنے لگا:

''سیّد جمال الدین!''

گاؤں والے یہ سن کر منہ پیٹنے لگے کہ آج تک اس متبرک بزرگ کو کسی نے اس طرح اہانت آمیز لہجے میں نہیں پکارا تھا۔ سیّد ہڑبڑاہٹ میں سیڑھیوں سے گر کے عین سالارِ لشکر کے پاؤں پر ڈھیر ہو گیا:

''کیوں بے بوڑھے پھونس! منہ پپولتے ہوئے مجھے کیا دیکھ رہا ہے ــــــ کہاں چھپا کے رکھا ہے حملہ آوروں کے مخبروں کو۔''

اس نے بزرگ کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ بولا:

''کیا تم نے گمراہوں کا انجام نہیں دیکھا ہے۔ دیکھ بوڑھے! نصر بخت اپنے محل کی خاک منہ پر مل کر رو رہا ہے ــــــ قصر مامونیہ پر ماتم چھا گیا۔ مستعصم کی لاش ہاتھی کے پاؤں میں باندھ کر پھروائی جا رہی ہے۔ تمہیں یاد نہیں کہ الف لیلیٰ کے شہزادے بیبرس بند قطار نے چنگیزی لشکر کے سالار قط بوغا سے کیا پوچھا تھا:

''اپنی سزا تجویز کر قط بوغا۔''

قط بوغا نے بے نیازی سے کہا تھا:

''ہم جن سرداروں کو گرفتار کرتے ہیں ان کے سر قلم کرتے ہیں تاکہ عبرت ہو اور خوف دلوں میں قرار پکڑے۔''

بیبرس بولا تھا:

''ٹھیک ہے ہم تمہیں ہاتھی کے پیر کے نیچے کھال میں بند کر کے نہ ڈالیں گے اور نہ یوسف سلجوقی کی طرح تمہاری بوٹیاں کاٹ کے تمہارے منہ میں ڈالیں گے۔ ہم بڑے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



احترام سے تمہارے سر کو نیزے کی زینت بنائیں گے۔"

سیّد جمال الدین دیکھ رہے تھے کہ دور پرے بستیوں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور ابراہیم ادہم دھند لکوں کو پار کر کے بستی میں اترے۔ انہوں نے اپنی گدڑی اتار کے ایک نیم سوختہ دوشیزہ کے بدن کو ڈھانپ دیا۔ دیوار اس خستہ مکان کی ان کے عصا کا بوجھ نہ سہ سکی اور گر کے مٹّی کا ڈھیر ہوئی۔

"ازازلزلت الارض زلزالها۔"

ابراہیم ادہم کا عصا بول اٹھا۔

"اے ربِ کعبہ! میری گھر کی عصمت کی حفاظت فرما۔"

سیّد جمال الدین نے دور پڑا عصا اٹھایا اور سر جھکائے سالار کے سامنے کانپنے لگے:

"دیکھتے کیا ہو۔ گھر کی تلاشی لے لو۔ خبر ملی ہے کہ قبائلوں کے مددگار اسی مکان میں چھپ کر بیٹھے ہیں۔"

سیّد نے ہاتھ جوڑے:

"عبدالعزیز! عبدالعزیز!! تمہیں خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ اس بندوق کی گولی میرے سینے میں اتار دو ـــــــ اندر مستورات ہیں۔"

رکھوالے جب دندناتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگے تو عورتوں نے غل مچایا۔ سیّد جمال الدین نے اپنی دستار عزیز کے پاؤں میں ڈال دی:

"سالے بڈھے! تمہارے گھر میں مستورات ہیں تو ہمارے گھروں میں کون سی رنڈیاں ہیں۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


اس نے سیّد کے سینے پر لات رسید کی۔ اور سودا پکا ہو گیا۔ سیّد جمال الدین نے مستورات کے سب زیور عزیز کے پاؤں میں ڈال دیے۔ رکھوالوں نے اپنی اجرت وصول کی۔ پھر گاؤں گاؤں بہو بیٹیوں نے اپنے زیور پیش کر کے اپنی عصمتوں کا صدقہ اتار دیا۔

”حملہ آورو خبردار! ہم سب ہیں تیار۔ قبائلیوں کا ساتھ دینے والوں کو عبرت ناک سزا دو۔“

تاریخ کے افق پر ایک سرخ بادل پھریرے کی طرح لہرانے لگا جس میں کسان کا ہل ایسے چرمرا رہا تھا جیسے اس کی ہڈیوں پر بھاری چٹان رکھ دی گئی ہو۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# شیخ الخلد

قلعہ الموت کا دروازہ کھولنے والا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



چاندنی رات میں دودھ کی نہر کے کنارے پر تھل تھل خرام کرنے والی نیم برہنہ حوریں جواہرات کے فرش کی چکنائی پر پھسلنے کے خوف سے ایک دوسرے کی باہ پکڑے پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہیں۔ ایک حور کا پاؤں پھسل گیا اور وہ چھپاک سے ندی میں گر گئی۔ اور محل کی دیواروں میں دیر تک کھنکتی ہنسی کی جھانجن بجتی رہی۔ شیخ الجبل اپنے ریشمی ملبوس سے بے خبر ایک حور کی گود میں ہونٹوں کا شہد چکھ رہا ہے۔ کنیزیں اپنے منہ میں انگور کے دانوں سے بیج نکال کر اسے منہ سے ہی کھلا رہی ہیں۔ مدہم روشنی میں بھیگے ایک چبوترے میں سازندوں کی جادوئی تان پر پریاں رقص کرتے ہوئے عشق پیچاں کی بیلوں کی طرح بدن کو لچکا رہی ہیں۔ ہوائیں اس جنت کی عود و عنبر اور مئے ناب کی خوشبو سے مہک رہی ہیں۔ بادلے سے منڈھے ہوئے پیڑوں کی خوابیدہ شاخوں سے پرندے روئی کے گالوں کی طرح اپنے موتی جیسے پر چھٹکا رہے ہیں۔ محل کے نیم تاریک گوشوں میں نوخیز جسموں کے انگ انگ میں کلیاں چٹک رہی ہیں۔

کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ غلام آقا کے ساتھ غداری کر کے جان کی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



امان کے عوض قلعے کا دروازہ کھولے گا۔ پس قلعۂ موت پر موت کے سائے لہرائے۔ نصیر الدین طوسی اپنے آقا سے نظریں چراتے ہوئے ایک وحشی بھیڑئے کو جنت کی سیر کرانے لگا۔ وحشی ہلاکو نے شیخ الجبل کے فدائین کو لاشوں کو ٹھوکر مارتے ہوئے حکم دیا:

''مینار مسمار کردو۔ کتابیں خاکستر کردو۔ اس جنت کی ایک ہزار حوروں کو میں اپنی خواب گاہ کی زینت بناؤں گا۔ باقی حوریں لشکری آپس میں بانٹ لیں۔ جس حور سے دل بھر جائے اسے اٹھا کر قلعے سے نیچے پھینک دو۔ دو ہزار غلمان فوراً قتل کیے جائیں۔''

ہوائیں اس ویرانے کی خاک پھانک رہی تھیں۔ اس ہولناک محل کے ایک چبوترے پر بیٹھا بوڑھا وقت اپنی چندھیائی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ ایک ڈراؤنی چیخ کے ساتھ قلعے کا خستہ دروازہ کھلا۔ وقت نے ٹمٹماتی آنکھوں سے دیکھا تو چونک کر بڑبڑایا:

''شیخ الخلد؟ یہاں؟''

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# چندر لیکھا

"نارا" کے خونخوار سپاہیوں کے چنگل سے بھاگی ابھاگن

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



◆

اندھیرا بڑھنے لگا تو وہ ندی کے کنارے پر آکر بیٹھ گئی۔ پانی میں چاند کا لرزتا عکس دیکھ کر وہ چونک گئی۔ اس نے ماتھے کو ٹٹولا۔ اس کی بندیا کہیں کھو گئی تھی۔ اسے لگا جیسے اس بندیا کو کسی نے توڑ کر پانی میں بہایا ہو۔ اس کے سینے میں آہوں کا غبار اٹھنے لگا۔ وہ رونا چاہتی تھی۔ چیخ چیخ کر چلا چلا کر رونا چاہتی تھی۔ مگر اس کے گلے میں جیسے پھندہ پڑ گیا:

''میرے چاند کے سینے میں خنجر ہے۔ میرے سورج کا گلا کٹا ہوا ہے۔ میرے تاروں نے ماتمی لباس پہنا ہے۔ میں نہ رات بن سکی اور نہ دن۔ کوئی آنے والا نہ آئے گا۔ کوئی آنے والا نہ آئے گا۔''

وہ بڑبڑاتے ہوئے جھونپڑی میں داخل ہوئی۔ اس نے رضائی اوڑھ لی اور اپنے اوپر بہت ساری گھاس ڈال کر لیٹ گئی۔ ایک زندہ لاش گھاس پھوس کی قبر میں دفن ہوگئی تو دور سے ''ہوں ہوں'' کی صدائیں پھر سے آنے لگیں۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ کوئی سیار اپنے پنجوں سے چھبڑی کو ایک طرف ہٹا کر اس پر جھپٹ پڑا۔ بھورا کوئی آہٹ سن کر چوکنا ہوگیا۔ اس نے دور سے آتے ہوئے ہیولے کو پہچان کر پنجوں سے گھاس کی قبر کھودنا شروع

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کیا۔ مولوی نے مدہم آواز میں اسے پکارا۔ وہ جیسے باؤلی ہوگئی۔ اس نے لپک کر مولوی کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اس کے ماتھے کو بے تحاشا چومنے لگی۔ روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ مولوی بت بنا کھڑا رہا:

''ڈر گئی تھیں کیا؟''

مولوی نے اس کے شانوں کو سہلاتے ہوئے پوچھا۔ اس نے مولوی کا گریبان پکڑ کر کہا:

'اور نہیں تو کیا؟ نہیں ڈرتی؟ پتہ ہے شام سے ہی میرا دل عجیب وسوسوں میں ڈوبتا رہا ____ میں اس خوف سے مری جارہی تھی کہ کہیں تمہیں کچھ ہوا نہ ہو۔''

مولوی نے اس کے بازو پکڑ کر اسے گھاس پر بٹھایا۔ وہ کھانے کے برتن سے لپٹی ہوئی مہتاب بیگم کی اوڑھنی کی گانٹھیں کھولنے لگا۔ بہت کوشش کے بعد جب اس سے مضبوط گانٹھ نہ کھلی تو چندر لیکھا نے برتن اس سے لے کر اپنی گود میں رکھا اور اپنے دانتوں سے اس کی گانٹھیں کھولیں۔

وہ کھانا کھاتے کھاتے مولوی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی۔ مولوی چاند کو گھور رہا تھا:

''ہوں تم نے بتایا نہیں کہ اتنی دیر کیوں ہوگئی۔''

اس نے مولوی کا گھٹنا جھنجوڑ کر پوچھا۔ مولوی ذرا سا سرک گیا۔ بولا:

''وہ بڑے بھائی نے گھر میں ایک بکھیڑا کھڑا کیا تھا ____ خیر چھوڑو وہ سب۔''

چندر لیکھا نے پانی پیتے ہوئے کہا:

''اچھا یہ کہو نا کہ کہنا نہیں چاہتے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



مولوی ہڑبڑایا:

"نہیں چندر لیکھا! ایسی کوئی بات نہیں۔ ایک ذرا سا معاملہ تھا جو نپٹ گیا۔"

"پتہ ہے مولوی!"

چندر لیکھا نے بھورے کی طرف ایک روٹی بڑھاتے ہوئے کہا:

"جب تم مجھے چندر لیکھا کہتے ہو تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ ہمارے مہاراج جی کہتے تھے ــــــ"

اس کی آواز بھاری ہوگئی۔ مولوی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا:

"کیا کہتے تھے تمہارے مہاراج جی؟"

چندر لیکھا نے آستین سے آنسو پونچھے۔ سبکیاں لیتے ہوئے بولی:

"کہتے تھے ہمارے مہاراج جی کہ ایک زمانے میں نارا نام کا ہمارے ملک کا ایک راجا نپٹ ظالم، بدمعاش اور اوباش تھا۔ اس کے ککرموں سے پرجا بہت پریشان تھی۔ اس کی بری نظر پڑ گئی سوراس نام کے ایک براہمن کی سندر اور سشیل لڑکی چندر لیکھا پر۔ اس نے بہت کوشش کی کہ لڑکی اس کے بس میں آئے مگر اس کی اِچھا پوری نہ ہوئی۔ پھر اس نے ڈنڈ آزمایا اور لڑکی کو زبردستی اٹھانے کے لئے اپنے سپاہی بھیجے ــــــ باپ اپنی بیٹی کو کسی طرح سے بچا کر نکلا۔ اس نے سارا ماجرا اپنے دیوتا کو سنایا۔ دیوتا کو کرودھ آیا اور اس نے سارے ملک کا سروناش کیا۔ کئی دنوں تک وتستا میں انسانوں کی جلی بھنی لاشیں تیرتی رہیں۔ چیل، کوّے اور گدھ غول در غول وتستا پر منڈلاتے رہے ــــــ مولوی! میں بھی چندر لیکھا ہوں۔ وہ نبھاگی چندر لیکھا جس کو بچانے کے لئے سوراس کو اپنے پرانوں کی آہوتی دینی پڑی۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مولوی بھی سسکیاں لینے لگا۔ اس نے اپنی اوڑھنی کے کونے سے مولوی کے آنسو پونچھے۔ بولی:

''مولوی! اب میری عزت بچانے کے لئے کوئی سوراس نہیں بچا۔ مجھے چاروں طرف ناراکے خونخوار سپاہی نظر آرہے ہیں جو جنگلی کتوں کی طرح مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھے دبوچ لیں تم مجھے اپنے دامن میں پناہ دے دو۔ مجھے اپنا لو مولوی ____ میں تمہارے چرنوں کی دھول بن کر رہوں گی۔''

یہ سن کر مولوی سناٹے میں آگیا۔ بولا:

''نہیں چندر لیکھا! ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ رکھوالے کو چور بننے پر مجبور نہ کرو ____ پھر دنیا میں کون ابھاگن کسی رکھوالے پر بھروسا کرے گی۔''

''کیوں مولوی؟''

اس نے مولوی کا گریبان پکڑ کر پوچھا:

''میں سندر نہیں؟ تمہیں پسند نہیں؟ بولو مولوی!''

مولوی نے اپنا گریبان چھڑا کر کہا:

''یہ بات نہیں چندر لیکھا! تم بہت اچھی ہو۔ بہت خوب صورت ہو۔ تم دیوی ہو اور تم پر کسی دیوتا ہی کا حق ہے۔''

چندر لیکھا سمجھ گئی کہ مولوی کس بات سے خائف ہے۔ بولی:

''میں خوشی خوشی تمہارا دھرم سویکار کروں گی ____ مولوی ہو، خود نکاح کے دو لفظ چار گواہوں کی موجودگی مین پڑھو۔''

مولوی نے یہ سن کر سر جھکا لیا۔ کچھ دیر سناٹا چھا گیا۔ اتنا سناٹا کہ بھورے کے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


ہانپنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ مولوی بولا:

''میں اپنے دین کے ساتھ غداری نہیں کرسکتا۔ میرا دین مجھے اپنی جان کی قیمت پر تم کو محفوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ تمہاری مجبوری سے فائدہ اٹھا کر تم سے نکاح کروں تو کل نبی صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا ـــــ جو بھی ہو، ہو تو تم مجبور ہی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایک دو دن میں تمہیں یہاں سے محفوظ مقام تک پہنچاؤں گا۔ اس کے آگے مجھ سے کوئی امید مت رکھو چندر لیکھا۔''

یہ سن کر چندر لیکھا مولوی کے پاؤں پر گری۔ مولوی سرک گیا:

''یہ ہمارے دین میں جائز نہیں چندر لیکھا!''

چندر لیکھا ہاتھ جوڑ کے اس کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ بولی:

''اس داسی کو ایک موقعہ تو دو اپنے دیوتا کو خوش کرنے کا ـــــ آج کی رات مجھے اپنے چرنوں میں بتانے دو مولوی۔''

''چندر لیکھا!''

مولوی کی آواز بھاری ہوگئی۔ اس نے سمجھاتے ہوئے کہا:

''ہوش میں آؤ چندر لیکھا! ہوش میں آؤ۔ ہمارے درمیان ایک ننگی تلوار کی دھار لکشمن ریکھا کی طرح ہے جس کو پار کرنے سے ہم دونوں کٹ جائیں گے ـــــ میرے ایمان کا امتحان مت لو۔ ایک کشتی بان سے میرا معاملہ طے ہوگیا ہے۔ بس ذرا موقعہ ہاتھ آئے تو میں اپنی نگرانی میں تمہیں محفوظ مقام پر چھوڑ آؤں گا۔''

چندر لیکھا نے اپنی کلائی سے سونے کا کنگن نکال کر مولوی کی طرف سرکایا:

''اسے رکھ لو مولوی مانجھی اگر زیادہ اجرت مانگے تو مجبور مت ہونا ـــــ''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



مولوی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنگن پہنایا:

''چندر لیکھا! ایک دم پگلی ہو تم۔ ابھی میرے گھر میں میرے بابا کی دستار موجود ہے ـــــــ پیسے کم پڑ جائیں گے تو اسے نیلام کر دوں گا۔''

چندر لیکھا نے مولوی کے پاؤں کس کر پکڑ لیے:

''مولوی ـــــــ''

مولوی نے اس کے ہاتھ ہاتھوں میں لیے اور اس کے ماتھے کو چوما۔

دور افق کے کنارے پر چاند ڈوبنے لگا۔ چاندنی کی گود میں وہ منظر، وہ لمحہ، جھینگروں کی جھائیں جھائیں ہمیشہ کے لئے سو گئے۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# لکڑ بگے

مغویہ عورتوں کے بٹوارے پر آپس میں لڑنے والے درندے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



ایک آنکھ وہ تھی کہ فرات کے کنارے پر مشکیزے نے کھولی اور چھلک اٹھی۔ ایک آنکھ وہ تھی کہ مشکیزہ بردار کے سینے میں کھلی اور چمک اٹھی۔ایک آنکھ وہ کہ پیاس سے بلکتے ہوئے معصوم کے حلقوم میں تیرا ٹکنے پر سوئے فلک اٹھی ـــــــ اور ایک آنکھ وہ کہ دیوار پر سوکھے چمڑے کی طرح لٹکنے والی مشکیزہ کی کھڑک سن کے ہمک اٹھی۔جس مہارانی نے امنڈ امنڈ کے آنے والے بادلوں کی کوکھ سونی کرنے کے لئے ہون کرایا اسی کا حکم تھا کہ اگر پیاس سے تڑپتے ہوئے بچوں اور بزرگوں کے غم میں کسی کی آنکھ روئی تو اس کے خون سے تلوار کو اشنان دیا جائے گا۔

پھر شمر بولا:

"میں حُر ہوں۔"

اور آسمان پر فرشتوں نے اس کے مکر پر تھوکا۔اور یزید پر جہنم کی آگ تیز کر دی گئی۔میدانِ کربلا نے کروٹ بدلی تو تاریخ کے زخم چھل گیے اور خون کی بہتی دھاروں کو سفاک رات سڑپ سڑپ چاٹنے لگی۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


وقار خان نے جب اپنے والد سعادت خان سے محفوظ راہداری کی تجویز کا ذکر کیا تو بیمار بزرگ کی آنکھیں ٹمٹمانے لگیں۔ خانہ بدوشوں کے اس بزرگ کو اس کا بیٹا علاج کے لئے شہر لایا تھا۔ بزرگ نے تھرتھراتی آواز میں کہا:

"جبکہ سرکار کے انتظامی امور میں دسترس رکھنے والے ہماری ذات کے افسروں کو سرِ عام قتل کیا جا رہا ہے، سڑنے کے لئے جیلوں میں بھر دیا جا رہا ہے، میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ فقیر خان کو کس شرط پر جان کی امان ملی ہے۔ بیٹا! تیرا بوڑھا باپ جبکہ جنگل میں بادل گرج رہے ہوں دو کوس سے بھیڑیئے کی آہٹ سن سکتا ہے۔ جبکہ خودرو پھولوں اور گھاس کی خوشبو کے لپٹے اٹھتے ہوں چار کوس سے اپنے شکار کی بو سونگھنے والے بھالو کی بدبو محسوس کر سکتا ہے۔ جنگل ہمیں ماں کی گود سے اترتے ہی ہوا کی سائیں سائیں اور سانپ کی پھنکار میں فرق کرانا سکھاتا ہے۔ ہم خانہ بدوش ہیں تاریک رات میں کالی چٹان پر رینگنے والے سیاہ سانپ کی سرسراہٹ سے بھی جاگ جاتے ہیں۔"

بزرگ کی سانس اکھڑنے لگی۔ وقار خان بولا:

"بس بابا! اب اللہ ہی بیلی ہے۔ ہمیں فقیر خان پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

سعادت خان نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"نہ نہ ـــــ ہرگز نہیں۔ مجھے فقیر خان کی تجویز میں سرد رات میں بھوک سے پریشان بھیڑیئے کے چلّانے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کی یقین دہانی گیدڑ کی چھال کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس کی آنکھوں میں مجھے اسی وقت موت کا گھاٹ نظر آیا تھا جب وہ پہلی بار مزاج پرسی کے بہانے مجھے قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا ـــــ موت کا ایسا گھاٹ جہاں سان سے اتاری ہوئی تلواروں کی دھار بجلی کی طرح لپک رہی ہے۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure


بہرحال بزرگ کی بات بس بات ہی رہی ـــــــ علاقے کے چاروں طرف مہاراجا کی فوج اجگر کی طرح کنڈلی مار کے بیٹھی تھی۔ پانی اور رسد کے سارے راستے مسدود تھے۔ جوش اپنی جگہ مگر مصلحت کہتی تھی کہ اگر فوج حملہ آور ہوئی تو محصورین میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔ فقیر خان کی یقین دہانی مشکوک تو تھی مگر ایک امید یہ بھی تھی کہ وہ اپنی ذات کے لوگوں کو دشمنوں کے حوالے نہیں کر سکتا۔

سورج کے ماتھے پر دن میں خون کے کئی ٹیکے لگائے گیے اور جب وہ افق کے کنارے پر اپنا ماتھا پونچھ چکا تو شام کے پراسرار سائے میں ندی کے ساحل پر کوئی گھڑ سوار اترا۔ کون ہے یہ؟ قفقاز کا غدار داؤد؟ بغداد کا غدار ابنِ علقمی یا قلعہ الموت کا دروازہ کھولنے والا خواجہ نصیر الدّین طوسی؟ شیخ الجبل خورشاہ گہری نیند سو رہا ہے۔ قفقاز کی پری روسوان موت کی کھائی میں کودنے کا بھیانک خواب دیکھ رہی ہے اور ہلاکو شہزادی تھمر د کو قالین پر تمکنت سے نیم دراز ہو کر دیکھ رہا ہے اس کی کمانِ وحشت کا سارا بل نکل رہا ہے۔ وہ شہزادی کے سامنے دوزانو بیٹھ کر سفید گھوڑی کے دادھ کی دوسری بالٹی حلق میں انڈیل رہا ہے۔ اس کے منہ سے انسانی لاشوں کی بد بو آ رہی ہے۔ شہزادی اس کو حقارت سے دیکھ رہی ہے۔ جیسے چنگیز کا پوتا نہ ہو شہزادی کا غلام ہو:

''ہوس کا پوت۔ وحشی درندہ۔''

اور بغداد میں صبح کی پہلی کرن کے ساتھ فدائین کے آخری ساتھی نے عین ہلاکو خان کے خیمے کے سامنے اپنی جان نچھاور کر دی۔ ہلاکو خان نے حکم دیا:

''خلیفہ کو ایک سمور کے لبادے میں لپیٹ کر گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل کر مار ڈالا جائے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



کسی نے دور سے آواز دی:

''غدار ابنِ علقمی وطن فروش تھا۔ اور فقیر خان؟''

تاریخ یہ بھی دیکھ رہی ہے کہ ابنِ علقمی کے سامنے کاظمین شریف کو برباد کیا جارہا ہے۔

بیم ورجا کے عالم میں کوچ کا اعلان ہوا۔ سرکاری لاریوں میں ٹھساٹھس بھرے ہوئے جبری مہاجرین نے جب پیچھے مڑ کے دیکھا تو انہیں لگا کہ وہ اپنی ماں کی گود سے جدا ہونے والے بچے ہیں۔ بزرگوں کی ڈاڑھیاں اور بیبیوں کی اوڑھنیاں ابھی آنسوؤں سے نم ہی تھیں کہ لاریوں کا رخ چھاؤنی کی طرف موڑا گیا۔ کاروان جب چھاؤنی کے نزدیک رک گیا تو چودھری رشید الدّین نے فقیر خان سے کہا:

''فقیر خان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت میں خیانت کر رہے ہو۔''

فقیر خان نے اپنی بندوق ایک سپاہی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

''چودھری صاحب! آپ بڑے وسواسی ہیں۔ دال روٹی کھا کر ہی روانہ ہوتے ہیں۔''

یہ سن کر وقار خان بپھر گیا:

''فقیر خان ہم پہاڑی ہیں۔ تین کوس سے دھواں دیکھ کر بتاتے ہیں کہ الاؤ جل رہا ہے یا چولھے پر روٹی پک رہی ہے۔ غدار کہیں کے۔''

چودھری رشید الدّین ہڑبڑاہٹ میں ایک لاری سے دوسری لاری تک دوڑتا ہوا جان بچانے کی صلاح دینے لگا۔ بھگدڑ مچی تو چاروں طرف سے چٹاخ پٹاخ گولیاں چلنے لگیں۔ زمین پر بے گناہ جوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کی لاشیں بچھ گئیں۔ جو بھاگ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



سکے انہیں گاؤں میں سیوکوں نے آن لیا۔

اور جب مہارانی کو خون کی اس ہولی کی خبر ملی تو اس نے محل میں دیپاولی منائی۔ ساری رات راج محل کی منڈیروں پر دیے جھلملاتے رہے اور شہر سے دور کتے، بھیڑیے اور سیار ایک دوسرے کو کھدیڑتے ہوئے لاشوں کو جبڑوں میں دبائے ادھر سے ادھر گھسیٹتے رہے ____ لکڑ بھگے مغویہ عورتوں کے بٹوارے پر لڑتے رہے۔

(ختم شد)

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



# اظہارِ تشکر:

- محترم دوست جناب رفیق رازؔ کا شکریہ جنہوں نے اس ناول کو سنا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔
- اپنے محترم دوست جناب ظفر اقبال منہاس کا شکریہ جن سے میں نے کئی مقامات پر استفادہ کیا۔
- جناب خالد حسین کا شکریہ جن سے مجھے کچھ تاریخی واقعات معلوم ہوئے۔
- پرفیسر اسد اللہ وانی صاحب کا شکریہ جنہوں نے کچھ کئی مقامات پر میری راہنمائی کی۔
- اپنے محترم دوست جناب خالد بشیر احمد کا شکریہ جن کی کتاب ''دیدۂ آبِ رواں'' کا مطالعہ میرے لئے کافی سودمند ثابت ہوا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure



- اپنے پیارے دوست پروفیسر پرکاش چند کا شکریہ جنہوں نے چند مفید مشوروں سے نوازا۔
- اپنے بڑے بھائی جناب غلام رسول کا شکریہ جن سے میں نے کئی مقامات پر استفادہ کیا۔
- اپنے بڑے بھائی جناب محمد شفیع ختائی کا شکریہ کہ بعض مقامات پر راہبری کی۔
- اپنی بیگم ریحانہ اختر کا بھی شکریہ جنہوں نے مجھے اس کام کو انجام دینے میں حسبِ سابق حوصلہ دیا۔
- اس کے علاوہ اپنے عزیزوں جناب عمر فرحت اور جاوید رسول کا بھی شکریہ جنہوں نے اپنا تعاون ہمیشہ فراہم رکھا۔ اپنے صاحب زادے سیّد محمد سبزان ختائی کا بھی شکریہ۔

☆☆☆

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# DARIYA HAI CHASHM-E-GIRYA NAK
(Novel)

by : Dr. Shafaq Sopori

جناب شفق سوپوری ایک اچھے انسان، باکمال شاعر اور بہت ہی سنجیدہ فکشن نگار ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری اور فکشن دونوں میں زندگی کی تلخیوں اور معاشرے کی بدقماشیوں کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں ہندوستانی زندگی اور اس کے قدیم روایتی و مذہبی تناظرات کا بھی خوب علم ہے۔ وہ طبقاتی کشمکش کو بھی اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ بھگوت گیتا اور ہندو اساطیر کی شعاعیں نیلما جیسے چھوٹے ناول میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ آدی واسی اور دلت طبقے سے وابستہ خواتین کی عزت وناموس سے کھلواڑ ہو یا ان کے ساتھ مظالم کا رویہ یہ سب کچھ یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ فائرنگ رینج: کشمیر ۱۹۹۰ء کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ کشمیر کے بگڑتے حالات اور وہاں کے لوگوں پر ہونے والی زیادتیاں اس کا موضوع ہے۔ پھر یہ کہ ان زیادتیوں اور سفاکیوں کے سبب جو ردِ عمل اور شدت کے عوامل وعناصر دیکھنے کو ملتے ہیں وہ بھی اس ناول میں موجود ہیں۔ غرض یہ کہ شفق سوپوری کے اندر ایک ایسا تخلیق کار ہے جو کہ ہمیشہ ایک طرح کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا نظر آتا ہے۔ یہ جو چار سو کرب وابتلا ہے، آسے شفق صاحب اپنی شریانوں میں حلول کر کے تخلیقی ہنر مندی سے صفحہ قرطاس پر مرتسم کر دیتے ہیں۔

یہ جو نئی تخلیق منظرِ عام پر آرہی ہے اس کے لئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے مجھے بے حد طمانیت کا احساس ہو رہا ہے۔ اللہ ان کے جودتِ طبع کو سلامت رکھے۔ (آمین)

پروفیسر کوثر مظہری

۲۲ر فروری ۲۰۲۱ء

ISBN 978-93-91238-91-9
978-93-91238-91-9
www.ephbooks.com

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# DARIYA HAI CHASHM-E-GIRYA NAK

(Novel)

by : Dr. Shafaq Sopori

جناب شفق سوپوری ایک اچھے انسان، اچھے باکمال شاعر اور بہت ہی سنجیدہ فکشن نگار ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری اور فکشن دونوں میں زندگی کی تلخیوں اور معاشرے کی بدقماشیوں کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں ہندوستانی زندگی اور اس کے قدیم روایتی و مذہبی تناظرات کا بھی خوب علم ہے۔ وہ طبقاتی کشمکش کو بھی اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ بھگوت گیتا اور ہندو اساطیر کی شعاعیں نیلیما جیسے چھوٹے ناول میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ آدی واسی اور دلت طبقے سے وابستہ خواتین کی عزت وناموس سے کھلواڑ ہو یا ان کے ساتھ مظالم کا رویہ یہ سب کچھ یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ فائرنگ رینج: کشمیر ۱۹۹۰ء کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ کشمیر کے بگڑتے حالات اور وہاں کے لوگوں پر ہونے والی زیادتیاں اس کا موضوع ہے۔ پھر یہ کہ ان زیادتیوں اور سفاکیوں کے سبب جو ردِ عمل اور شدت کے عوامل و عناصر دیکھنے کو ملتے ہیں وہ بھی اس ناول میں موجود ہیں۔ غرض یہ کہ شفق سوپوری کے اندر ایک ایسا تخلیق کار ہے جو کہ ہمیشہ ایک طرح کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا نظر آتا ہے۔ یہ جو چارسو کرب و ابتلا ہے، اُسے شفق صاحب اپنی شریانوں میں حلول کر کے تخلیقی ہنرمندی سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم کر دیتے ہیں۔

یہ جو نئی تخلیق منظرِ عام پر آرہی ہے اس کے لئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے مجھے بے حد طمانیت کا احساس ہو رہا ہے۔ اللہ ان کے جودتِ طبع کو سلامت رکھے۔ (آمین)

پروفیسر کوثر مظہری

۲۲ر فروری ۲۰۲۱ء

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA

ISBN 978-93-91238-91-9

978-93-91238-91-9

www.ephbooks.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# DARIYA HAI CHASHM-E-GIRYA NAK

(Novel)

by : Dr. Shafaq Sopori

جناب شفق سوپوری ایک اچھے انسان، اچھے باکمال شاعر اور بہت ہی سنجیدہ فکشن نگار ہیں۔انہوں نے اپنی شاعری اور فکشن دونوں میں زندگی کی تلخیوں اور معاشرے کی بدقماشیوں کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔انہیں ہندوستانی زندگی اور اس کے قدیم روایتی و مذہبی تناظرات کا بھی خوب علم ہے۔وہ طبقاتی کشمکش کو بھی اپنے سامنے رکھتے ہیں۔بھگوت گیتا اور ہندو اساطیر کی شعاعیں نیلیما جیسے چھوٹے ناول میں دیکھی جاسکتی ہیں۔آدی واسی اور دلت طبقے سے وابستہ خواتین کی عزت وناموس سے کھلواڑ ہو یا ان کے ساتھ مظالم کا ذکر یہ سب کچھ یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔اسی طرح اگر آپ فائرنگ رینج: کشمیر ۱۹۹۰ء کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ کشمیر کے بگڑتے حالات اور وہاں کے لوگوں پر ہونے والی زیادتیاں اس کا موضوع ہے۔پھر یہ کہ ان زیادتیوں اور سفاکیوں کے سبب جو ردِعمل اور شدت کے عوامل و عناصر دیکھنے کو ملتے ہیں وہ بھی اس ناول میں موجود ہیں۔غرض یہ کہ شفق سوپوری کے اندر ایک ایسا تخلیق کار ہے جو کہ ہمیشہ ایک طرح کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا نظر آتا ہے۔یہ جو چار سو کرب و ابتلا ہے، اُسے شفق صاحب اپنی شریانوں میں حلول کرکے تخلیقی ہنرمندی سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم کردیتے ہیں۔

یہ جو نئی تخلیق منظرِ عام پر آرہی ہے اس کے لئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے مجھے بے حد طمانیت کا احساس ہو رہا ہے۔اللہ ان کے جودتِ طبع کو سلامت رکھے۔(آمین)

پروفیسر کوثر مظہری

۲۲ر فروری ۲۰۲۱ء

EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA

ISBN 978-93-91238-91-9

978-93-91238-91-9

www.ephbooks.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

# DARIYA HAI CHASHM-E-GIRYA NAK

**(Novel)**

by : Dr. Shafaq Sopori

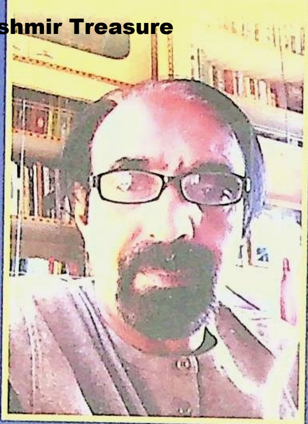

جناب شفق سوپوری ایک اچھے انسان، اچھے باکمال شاعر اور بہت ہی سنجیدہ فکشن نگار ہیں۔انہوں نے اپنی شاعری اور فکشن دونوں میں زندگی کی تلخیوں اور معاشرے کی بدقماشیوں کو روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔انہیں ہندوستانی زندگی اور اس کے قدیم روایتی و مذہبی تناظرات کا بھی خوب علم ہے۔وہ طبقاتی کشمکش کو بھی اپنے سامنے رکھتے ہیں۔بھگوت گیتا اور ہندو اساطیر کی شعاعیں نیلیما جیسے چھوٹے ناول میں دیکھی جاسکتی ہیں۔آدی واسی اور دلت طبقے سے وابستہ خواتین کی عزت وناموس سے کھلواڑ ہو یا ان کے ساتھ مظالم کا رویّہ، یہ سب کچھ یہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔اسی طرح اگر آپ فائرنگ رینج: کشمیر ۱۹۹۰ء کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ کشمیر کے بگڑتے حالات اور وہاں کے لوگوں پر ہونے والی زیادتیاں اس کا موضوع ہے۔پھر یہ کہ ان زیادتیوں اور سفاکیوں کے سبب جو ردِعمل اور شدت کے عوامل وعناصر دیکھنے کو ملتے ہیں وہ بھی اس ناول میں موجود ہیں۔غرض یہ کہ شفق سوپوری کے اندر ایک ایسا تخلیق کار ہے جو کہ ہمیشہ ایک طرح کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا نظر آتا ہے۔یہ جو چارسو کرب وابتلا ہے، اُسے شفق صاحب اپنی شریانوں میں حلول کرکے تخلیقی ہنر مندی سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم کردیتے ہیں۔

یہ جو نئی تخلیق منظرِ عام پر آرہی ہے اس کے لئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے مجھے بے حد طمانیت کا احساس ہو رہا ہے۔اللہ ان کے جودتِ طبع کو سلامت رکھے۔(آمین)

**پروفیسر کوثر مظہری**

۲۲رفروری ۲۰۲۱ء

ISBN 978-93-91238-91-9

978-93-91238-91-9

www.ephbooks.com

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure